عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ ختمِ نبوّۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

جلد: ۳۰ | ۳ تا ۱۰ ربیع الثانی ۱۴۳۲ھ مطابق ۸ تا ۱۵ مارچ ۲۰۱۱ء | شمارہ: ۱۰

مقامِ رسالت اور ختمِ نبوّت کا دفاع

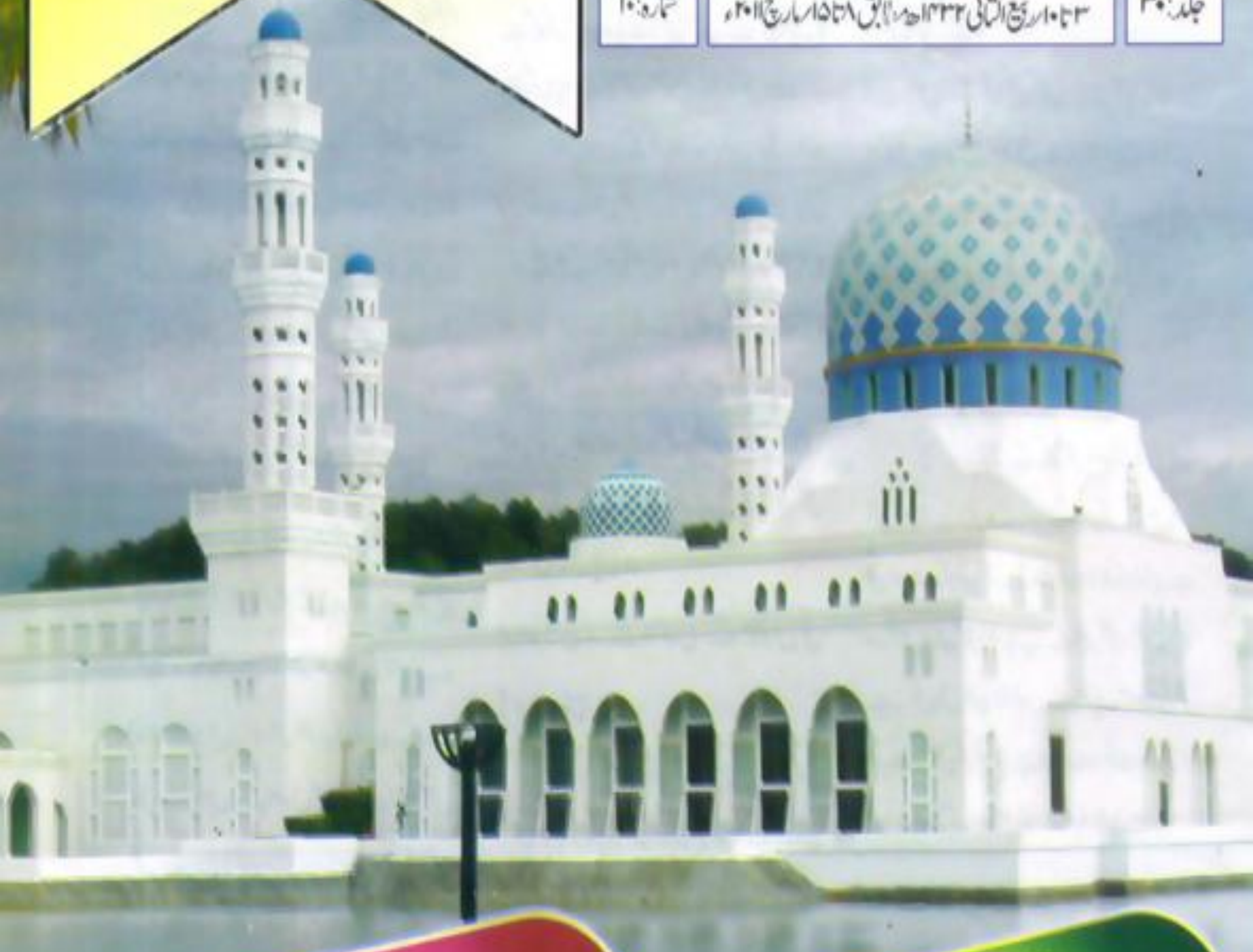

قانون کو ہاتھ میں لینے کا جواز

قادیانی دجل و فریب

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.com.pk
Email: editorkn@yahoo.com
Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.or
http://www.khatm-e-nubuwwat.c

کافر کو کافر کہنا حق ہے

س:...... کچھ لوگ یہ کہتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کی روشنی میں ''کسی کافر کو بھی کافر نہیں کہنا چاہئے'' چنانچہ قادیانیوں کو کافر کہنا درست نہیں ہے۔ مزید یہ کہ اگر کوئی صرف زبان سے کلمہ پڑھ لے اور اپنے کو مسلمان ہونے کا اقرار کرے جبکہ حقیقت میں اس کا تعلق قادیانیت یا کسی اور عقیدے سے ہو تو کیا وہ شخص صرف زبانی کلمہ پڑھ لینے سے مسلمان کہلائے گا؟ از راہ کرم مسئلہ ختم نبوت کی وضاحت تفصیل سے بتائیے؟

ج:...... یہ تو کوئی حدیث نہیں کہ کافر کو کافر نہ کہا جائے۔ قرآن کریم میں بار بار ''ان الذین کفروا''، ''والکافرون''، ''لقد کفر الذین قالوا'' کے الفاظ موجود ہیں۔ جو اس نظریہ کی تردید کے لئے کافی وشافی ہیں اور یہ اصول بھی غلط ہے کہ جو شخص کلمہ پڑھ لے (خواہ مرزا غلام احمد قادیانی کو ''محمد رسول اللہ'' ہی مانتا ہو) اس کو بھی مسلمان ہی سمجھو۔ اسی طرح یہ اصول بھی غلط ہے کہ جو شخص اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہو خواہ خدا اور رسول کو گالیاں ہی بکتا ہو اس کو بھی مسلمان سمجھو۔ صحیح اصول یہ ہے کہ جو شخص حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پورے دین کو مانتا ہو اور ضروریات دین میں سے کسی بات کا انکار نہ کرتا ہو نہ توڑ مروڑ کر ان کو غلط معانی پہناتا ہو وہ مسلمان ہے کیونکہ ''ضروریات دین'' میں سے کسی ایک کا انکار کرنا یا اس کے معنی ومفہوم کو بگاڑنا کفر ہے۔

قادیانیوں کے کفر وارتداد اور زندقہ والحاد کی تفصیلات اہل علم بہت سی کتابوں میں بیان کر چکے ہیں۔ جس شخص کو مزید اطمینان حاصل کرنا ہو وہ میرے رسالے ''قادیانی جنازہ''، ''قادیانیوں کی طرف سے کلمہ طیبہ کی توہین'' اور ''قادیانیوں اور دوسرے غیر مسلموں میں فرق'' ملاحظہ کرلیں (یہ رسائل ''تحفہ قادیانیت'' کی پہلی جلد میں شامل ہیں)۔

مردہ، دفن کرنے والوں کے جوتوں کی آہٹ سنتا ہے:

س:...... بعض لوگ کہتے ہیں کہ جب کوئی شخص مرجاتا ہے تو اس کو دفن کیا جاتا ہے اور دفن کرنے والے لوگ جب واپس آتے ہیں تو مردہ ان واپس جانے والوں کی چپل کی آواز سنتا ہے۔ عذاب قبر برحق ہے یا نہیں؟

ج:...... عذاب قبر برحق ہے اور مردے کا واپس ہونے والوں کے جوتے کی آہٹ کو سننا صحیح بخاری کی حدیث میں آیا ہے۔ (ص۱۷۸، ج۱)

مولانا سعید احمد جلال پوری شہیدؒ

زلزلہ کے کیا اسباب ہیں؟ مسلمان کو کیا کرنا چاہئے؟

س:...... کراچی میں زلزلہ آیا۔ زلزلہ اسلامی عقائد کے مطابق سنا ہے کہ اللہ کا عذاب ہے۔ براہ کرم اطلاع دیں کہ زلزلہ کیا ہے؟ واقعی عذاب ہے یا زمین کی گیس خارج ہوتی ہے؟ یا ایک اتفاقی حادثہ ہے؟ اگر یہ اللہ کا عذاب ہے تو ہمیں کیا کرنا چاہئے؟

ج:...... زلزلہ کے کچھ طبعی اسباب بھی ہیں جن کو طبقات ارض کے ماہرین بیان کرتے ہیں مگر ان اسباب کو مہیا کرنے والا ارادۂ خداوندی ہے اور بعض دفعہ طبعی اسباب کے بغیر بھی زلزلہ آتا ہے۔ بہرحال ان زلزلوں سے ایک مسلمان کو عبرت حاصل کرنی چاہئے اور دعا واستغفار صدقہ و خیرات اور ترک معاصی کا اہتمام کرنا چاہئے۔

دست شناسی اور اسلام:

س:...... اسلام کی رو سے دست شناسی جائز ہے یا نہیں؟ اس کا سیکھنا اور ہاتھ دیکھ کر مستقبل کا حال بتانا جائز ہے یا نہیں؟

ج:...... ان چیزوں پر اعتقاد کرنا جائز نہیں۔

☆☆..........☆☆

ہفت روزہ
ختمِ نبوۃ
مجلس

مجلسِ ادارت

مولانا سید سلیمان یوسف بنوری — صاحبزادہ مولانا عزیز احمد
علامہ احمد میاں حمادی — مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
مولانا قاضی احسان احمد

جلد:۳۰ ۳ تا ۱۰ ربیع الثانی ۱۴۳۲ھ مطابق ۸ تا ۱۵ مارچ ۲۰۱۱ء شمارہ:۱۰

سرپرست
حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی مدظلہ
حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر مدظلہ

مدیر اعلیٰ
مولانا عزیز الرحمن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ
مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر
مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر
عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر
حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میؤ ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر
محمد انور رانا

تزئین وآرائش
محمد ارشد خرم محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

انجمن سرفروشانِ اسلام کی شرانگیزیاں!	۵	مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ
مقامِ رسالت اور ختم نبوت کا دفاع	۷	قاری محمد حنیف جالندھری
امریکی چنگل سے رہائی کا موقع	۱۰	مولانا محمد ازہر مدظلہ
گستاخ رسول کی سزا اور مسلمانوں کی ذمہ داری (۲)	۱۲	مولانا عبدالقدوس قارن
کیا ننگے سر رہنا سنت ہے؟ (۴)	۱۶	ڈاکٹر ابوجابر عبداللہ دامانوی
قانون کو ہاتھ میں لینے کا جواز!	۱۹	ظفر اعوان ایڈووکیٹ
قادیانی دجل وفریب	۲۱	مولانا مجاہد مختار
خبروں پر ایک نظر	۲۳	ادارہ
میرے ایجنڈے سے اتنی چڑ کیوں؟	۲۶	انصار عباسی

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحبؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
حضرت مولانا سید انور حسین نفیس الحسینیؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ
شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

زرِ تعاون بیرونِ ملک
امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۵ ڈالر، یورپ، افریقہ: ۷۵ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۶۵ ڈالر

زرِ تعاون اندرونِ ملک
فی شمارہ ۱۰ روپے، ششماہی: ۲۲۵ روپے، سالانہ: ۴۵۰ روپے
چیک - ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت اکاؤنٹ نمبر 363-8 اور اکاؤنٹ نمبر 927-2 الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ (کوڈ: 0159) کراچی پاکستان ارسال کریں۔

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷، ۳۴۲۳۴۴۷۶ فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, 34234476 Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶، ۰۶۱-۴۵۸۳۴۸۶
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4583486, 061-4783486

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمن جالندھری مطبع: القادر پرنٹنگ پریس طابع: سید شاہد حسین مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

درسِ حدیث

جنت کے مناظر

خواتینِ جنت

"حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اہلِ جنت کی عورتوں میں سے عورت کی پنڈلی کی سفیدی ستر حلوں کے ورے سے نظر آئے گی، یہاں تک کہ اس کا گودا بھی نظر آئے گا، اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ: "وہ (یعنی اہلِ جنت کی عورتیں) گویا یاقوت اور مرجان ہیں" اور یاقوت کی حالت یہ ہے کہ اگر تم اس میں دھاگہ ڈالو، پھر اگر اس یاقوت کو گرد وغبار سے صاف کردو تو تم اس دھاگے کو اس کے ورے سے دیکھو گے۔" (ترمذی، ج:۲، ص:۷۶)

تشریح:... سورۂ رحمٰن میں خواتینِ جنت کے بارے میں حق تعالیٰ شانہٗ کا ارشاد ہے:

"کَاَنَّھُنَّ الْیَاقُوْتُ وَالْمَرْجَانُ۔" (الرحمٰن:۵۸)

ترجمہ:... "گویا وہ یاقوت اور موتی ہیں۔"

مفسرین فرماتے ہیں کہ تشبیہ سے مقصود ان کی صفائی و لطافت اور سرخ وسفید رنگت کا بیان کرنا ہے، امام رازی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"اس تشبیہ میں دو وجہیں ہیں، ایک یاقوت اور موتی کی صفائی کے ساتھ تشبیہ دینا، دوسری موتی کی سفیدی اور یاقوت کی سرخی کے حسن سے تشبیہ دینا، مرجان چھوٹے موتی کو کہتے ہیں، اور چھوٹے موتی بڑوں کی بہ نسبت سفیدی اور چمک میں کئی درجے فائق ہوتے ہیں۔"

اس حدیث میں ان کی اسی لطافت وحسن کو ذکر فرمایا ہے کہ ستر حلوں کے ورے سے اس کی پنڈلی اور پنڈلی کا گودا ظاہر ہوگا، جس طرح مصفا یاقوت کے ورے سے دھاگہ نظر آیا کرتا ہے۔

"حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پہلی جماعت جو قیامت کے دن جنت میں داخل ہوگی وہ (اپنے چہروں کی نورانیت میں) چودھویں رات کے چاند کی روشنی کی طرح ہوگی، اور دُوسری جماعت آسمان میں چمکتے ہوئے حسین ترین ستارے کی طرح ہوگی، ان میں سے ہر شخص کی دو بیویاں ہوں گی، ہر بیوی پر ستر حلے ہوں گے، اس کی پنڈلی کا گودا ان کے ورے سے نظر آئے گا۔" (ترمذی، ج:۲، ص:۷۶)

اس حدیث پاک میں ہر جنتی کی دو بیویوں کا ذکر آیا ہے اور ترمذی میں سترہ ابواب کے بعد صفحہ:۸۱ پر "باب ما لأدنیٰ أھل الجنۃ من الکرامۃ" آیا ہے، جس میں یہ حدیث ذکر کی گئی ہے کہ: "ادنیٰ جنتی کے لئے اَسّی ہزار خادم اور ۷۲ بیویاں ہوں گی۔"

حافظ رحمہ اللہ نے فتح الباری "بدء الخلق، صفۃ الجنۃ" (ج:۶ ص:۳۲۵) میں اس مضمون کی متعدد روایتیں نقل کی ہیں، چنانچہ

۱:... مسند احمد میں بروایت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ مرفوعاً وارد ہے کہ ادنیٰ مرتبے کے جنتی کے بارے میں مروی ہے کہ دُنیا کی بیویوں کے علاوہ اس کے لئے ۷۲ بیویاں حورعین سے ہوں گی (وفی سندہ شہر بن حوشب، وفیہ مقال)۔

۲:... ترمذی میں مقدام بن معدی کرب رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ شہید کے لئے چھ انعام (خصال) ہیں، ان میں سے ایک یہ کہ ۷۲ حوروں سے اس کا عقد کیا جاتا ہے۔

۳:... مسند ابویعلیٰ میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی طویل حدیث (حدیث الصور کے نام سے مشہور ہے) میں ہے کہ: آدمی کی ۷۲ بیویاں ہوں گی، ان حوروں سے جن کو اللہ تعالیٰ جنت میں پیدا فرمائیں گے، اور دو بیویاں ہوں گی اولادِ آدم سے۔

۴:... ابن ماجہ اور دارمی میں حضرت ابواُمامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: جو شخص بھی جنت میں داخل ہوگا، اللہ تعالیٰ ۷۲ حوروں سے اور ۷۲ دُنیا کی عورتوں سے اس کا عقد کریں گے (وسندہ ضعیف جداً)۔

حافظ رحمہ اللہ کہتے ہیں: زیرِ بحث حدیث میں جن دو بیویوں کا ذکر ہے اس سے مراد دُنیا کی بیویاں ہوں گی۔ صحیح مسلم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے اسی حدیث سے یہ استدلال کیا کہ جنت میں عورتوں کی تعداد مردوں سے زیادہ ہوگی، واللہ اعلم!

اہلِ جنت کی اپنی بیویوں سے مقاربت

"حضرت انس رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ: مؤمن کو جنت میں جماع کی اتنی اتنی قوت عطا کی جائے گی۔ عرض کیا گیا: یا رسول اللہ! کیا وہ اس کی طاقت رکھتا ہوگا؟ فرمایا: اسے سو آدمیوں کی طاقت عطا کی جائے گی۔" (ترمذی، ج:۲، ص:۷۶)

مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

اداریہ

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

انجمن سرفروشانِ اسلام کی شرانگیزیاں!

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ

پاکستان ایک نظریہ کے تحت معرض وجود میں آیا اور اس کے بانیوں نے عوام الناس کو ایک نعرہ دیا کہ پاکستان کا مطلب کیا: ’’لا الٰہ الا اللہ‘‘ قوم نے اس نعرہ پر اخلاص سے اپنا تن، من دھن سب کچھ قربان کرنے کا تہیہ کرلیا، الحمدللہ! قوم نے اپنی بلند ہمتی، استقامت اور پیہم جدوجہد سے ایک خطہ ارضی حاصل کرلیا، لیکن چونکہ دین دشمن لابی کو یہ نعرہ پسند نہ تھا، جس کی بنا پر اسلام کے نام پر بننے والے اس نومولود ملک کو دین اور اسلام کے خلاف فتنوں کا گڑھ اور مرکز بنانے کی ٹھان لی گئی اور ایسا ماحول بنا دیا گیا کہ یہاں ہر شخص کو آزادی ہے کہ وہ اسلام کے خلاف جو چاہے بکے اور جس عقیدہ کا چاہے اظہار کرے۔

دنیا میں یہ واحد اسلامی ملک ہے جہاں پر اسلام کے خلاف بولنے والوں کو اگر روکنے کی کوشش کی جاتی ہے تو انتظامیہ سے لے کر عوام الناس تک اس کی راہ میں رکاوٹ بنتے ہیں۔ مرزا غلام احمد قادیانی کی ذریت، ڈاکٹر فضل الرحمٰن، ڈاکٹر عثمانی، عتیق الرحمٰن گیلانی، یوسف کذاب، محمد شیخ، جاوید احمد غامدی، زید زمان عرف زید حامد جیسے تمام فتنہ پرور اسی ملک میں نمودار ہوئے، کچھ بیرون ملک سے درآمد کئے گئے اور کچھ کی یہاں کاشت کرنے کے بعد ان کی آبیاری کی گئی، ان میں سے جس کی مرضی جو چاہے بک دے کوئی پوچھنے والا نہیں اور ان بکواسات کو ہوا دینے اور پروان چڑھانے کے لئے اس مردم خیز ملک سے ان کو ہمنوا مل جاتے ہیں۔ نعوذ باللہ من ذلک۔

ان فتنہ پروروں میں سے ایک نام ریاض احمد گوہر شاہی کا ہے جو ڈھوک گوہر شاہ راولپنڈی میں ۱۹۴۱ء میں پیدا ہوا، مڈل تک گاؤں میں پڑھا، پرائیویٹ میٹرک کیا، سن بلوغت کو پہنچا تو فقیری کا شوق چڑھا، اسی شوق میں ملک کے مختلف مزاروں، درباروں اور جنگلوں میں گھوما، شیطان کے تسلط کی بنا پر مختلف ہذیانات بکتا رہا، کبھی کہا: ’’میں نے گدھے پر سواری کی اور وہ مجھے اڑا کر آسمانوں میں لے گیا‘‘ کبھی کہا: میرے پیٹ سے کتا نکلا ہے اور پھر میرے پیٹ میں داخل ہوا۔ اس کے بعد اس نے عامل کا روپ دھارا، حیدرآباد کے قریب جام شورو ٹیکسٹ بک بورڈ کے عقب میں جھونپڑی ڈال کر بیٹھ گیا اور جن بھوت نکالنے کا کام شروع کردیا، کمزور عقیدہ کے لوگ آنے لگے، یوں اس نے ایک جتھا تیار کرلیا، آگے چل کر اس نے اس کا نام انجمن سرفروشان اسلام رکھا اور بیرونی آقاؤں کے اشاروں پر اب اس نے اپنے گندے نظریات وخیالات سادہ لوح مسلمانوں میں پھیلانے شروع کئے۔ اس کو کس نے کھڑا کیا اور کون اس کا پشت پناہ رہا؟ حضرت مولانا سعید احمد جلال پوری شہیدؒ نے اپنی یادگار تصنیف ’’دورجدید کا مسیلمہ کذاب، گوہر شاہی‘‘ کے ص:۱۴ پر گوہر شاہی اور امریکی امداد کے عنوان سے اس کی نقاب کشائی کی ہے، ملاحظہ ہو:

’’گوہر شاہی اور اس کی ارتدادی تحریک کا پس منظر کیا ہے؟ کن مقاصد اور کن قوتوں کے اشارہ پر یہ تحریک وجود میں

آئی ہے؟ اور اس کے لئے فنڈ کہاں سے آ رہا ہے؟ اس کی پوری تفصیلات تو ابھی تک صیغہ راز میں ہیں، تاہم روزنامہ جنگ لندن ۷؍ستمبر ۱۹۹۹ء کے صفحہ ۵ کی اس خبر سے کسی قدر اس کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ ریاض احمد گوہر شاہی کو کن قوتوں کی سرپرستی اور مالی تعاون حاصل ہے:

''گزشتہ سال گوہر شاہی کے خاص نمائندے مسٹر زاہد گلزار نے امریکا کا دورہ کیا اور وہاں مختلف مذاہب میں گوہر شاہی کی تعلیم کا پرچار کیا، اکثر لوگوں کے قلوب اللہ، اللہ کرنا شروع ہوگئے اور کئی لاعلاج مریض بھی شفایاب ہوئے۔ جن میں Mr. A. Rodrigues کے علاوہ ان کے دو اور ڈائریکٹرز بھی شامل تھے، باہمی مشورے کے بعد انہوں نے سہ رکنی وفد Mr. A. Roadrigues کی سربراہی میں گوہر شاہی سے ملاقات کے لئے آئرلینڈ بھیجا۔

سہ رکنی وفد نے حضرت گوہر شاہی سے ملاقات کی، ان سے اور ان کے روحانی مشن سے بے پناہ متاثر ہوئے۔ انہوں نے جناب گوہر شاہی کو مسیحا قرار دیا، اس سلسلے میں اللہ تعالیٰ کی محبت کے اس مشن و تعلیم کو پوری دنیا میں مختلف ذرائع سے پھیلانے کی غرض سے، حضرت گوہر شاہی کو ایک بلین ڈالر سالانہ امداد کی پیشکش کی۔ عنقریب چند ہی دنوں میں یہ رقم حضرت گوہر شاہی کے حوالے کردی جائے گی۔'' (روزنامہ جنگ لندن، ۷؍ستمبر ۱۹۹۹ء)

اس کے چند ایک نظریات بھی پڑھ لیجئے، یہ کہتا ہے کہ: ''جو کچھ مجھے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پڑھاتے ہیں میں وہی بتاتا ہوں، کئی بار رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بالمشافہ ملاقات ہوئی ہے۔'' اس کے عقیدت مندوں نے اسٹیکر شائع کیا ہے جس میں ''لا الٰہ الا اللہ'' کے بعد محمد رسول اللہ کی جگہ ریاض احمد گوہر شاہی لکھا ہے۔ یہ شخص قرآن کے تیس پاروں کا منکر، حجر اسود، چاند اور سورج میں اپنی تصویر ہونے کا مدعی، اللہ، رسول اور انبیائے کرام علیہم السلام کی توہین کا مرتکب، بھنگ، چرس اس کے نزدیک حرام نہیں، اس کا اعلان ہے کہ روحانیت سیکھو، خواہ تمہارا تعلق کسی بھی مذہب سے ہو اور جس نے روحانیت سیکھی چاہے اس نے کلمہ اسلام نہیں پڑھا وہ جہنم میں نہیں جائے گا۔''

الغرض اس کے ان عقائد اور نظریات کی بنا پر ملک بھر کی جماعتیں، دینی مدارس اور اکابر مفتیان کرام جن میں دیوبندی، بریلوی سب شامل ہیں، ان سب نے اس شخص اور ان کے متبعین کو اپنے فتاویٰ میں اہل سنت والجماعت سے خارج، ضال، مضل، دجال اور کافر لکھا ہے۔

اس پر مستزاد یہ کہ انسداد دہشت گردی عدالت ڈیرہ غازی خان کا فیصلہ اور گوہر شاہی کے خلاف میرپور خاص کی عدالت کا فیصلہ اس پر شاہد عدل ہیں کہ ان کے عقائد قرآن وسنت اور امت مسلمہ کے اجماعی عقائد کے خلاف ہیں۔

ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ گورنمنٹ پاکستان ان کے جلسے، جلوس اور میٹنگوں پر مکمل پابندی عائد کرتی لیکن ہو یہ رہا ہے کہ وہ در پردہ اپنی سرگرمیاں جاری رکھے ہوئے ہیں اور امت مسلمہ کے سادہ لوح مسلمانوں کو گمراہ کر رہے ہیں۔

۱۲؍ربیع الاول کے موقع پر انجمن سرفروشان کے تحت کراچی میں مختلف جگہوں پر نہ صرف یہ کہ علانیہ انہوں نے جلوس نکالے بلکہ میلاد کے نام پر اجتماعات کرنے کے علاوہ بینر اور پوسٹر بھی اپنے مونوگرام کے ساتھ آویزاں اور چسپاں کئے اس کے ساتھ ساتھ انہوں نے اس پر انٹرنیٹ کا ایڈریس بھی دیا ہے۔ ہمارا مطالبہ ہے کہ حکومت ان کی شرانگیزیوں کو روکے اور نقص امن کا سبب بننے والے ان مرتدین اور کافروں کو قانون کے شکنجے میں کسے۔ تاکہ مسلمانوں میں پائی جانے والی تشویش ختم ہوجائے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین

ضبط وترتیب: .... مولانا محبوب احمد

مقامِ رسالت اور ختم نبوت کا دفاع

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سرگودھا کے سرپرست اعلیٰ مولانا مفتی طاہر مسعود صاحب کے مدرسہ مفتاح العلوم میں ۱۸ رجون ۲۰۱۰ء کو ختم بخاری شریف کی تقریب سے وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے ناظم اعلیٰ مولانا قاری محمد حنیف جالندھری مدظلہ نے بھی خطاب فرمایا، جسے مولانا محبوب احمد نے قلم بند کیا۔ ماہنامہ الخیر سے شکریہ کے ساتھ شائع کیا جارہا ہے۔

بعد از خطبہ مسنونہ!

واجب الاحترام، برادران اسلام، بزرگان دین، میں سب سے پہلے مجلس تحفظ ختم نبوت سرگودھا کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے اس عظیم مبارک مجلس کا انعقاد کیا اور اس میں مجھے شرکت کی سعادت بخشی، مجھے دو باتیں عرض کرنی ہیں، ایک حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام ومرتبہ کے حوالے سے اور دوسری تحفظ ناموس رسالت کے قانون کے حوالے سے۔

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام صفات میں کمال حاصل ہے:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام کمالات میں کمال حاصل تھا، ہر مسلمان کا یہ ایمان ہے کہ خالق کائنات نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر کمال کمال درجہ کا عطا کیا۔ مثلاً اللہ نے ہر نبی اور رسول کو صبر کا کمال عطا کیا، مگر ہمارے نبی کو جو صبر عطا کیا وہ کمال درجے کا عطا کیا۔ یہ خوبی ہمارے نبی کو اللہ تعالیٰ نے سب سے زیادہ عطا کی تھی، ان تمام کمالات میں سے ایک کمال رسالت، نبوت بھی ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام اخلاق، آپؐ کی تمام زندگی، آپؐ کے تمام صحابہ کرامؓ اور ازواج مطہراتؓ، سب کچھ کمال درجہ کے عطا فرمائے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جو شان عطا کی وہ نبیوں کی شان سے اعلیٰ ہے اور جو رسالت ونبوت عطا کی وہ بھی تمام نبیوں کی رسالت ونبوت سے اعلیٰ ہے، اس حوالے سے چار باتیں پیش نظر رکھیں:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمام انسانوں کے لئے نبی بن کر تشریف لائے:

۱:..... پہلی بات یہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے جتنے بھی انبیاء ورسل آئے تمام کے تمام اپنے اپنے علاقے کے نبی بن کر آئے، وہاں بسنے والے انسانوں کے لئے نبی بن کر آئے، اپنی برادری کے لئے نبی بن کر آئے، ہر نبی اپنی اپنی قوم سے خطاب کرتا رہا، مگر جب میرے اور آپ کے نبی آئے تو اس عظمت وشان کے ساتھ آئے ہیں کہ آپ نے صرف یہ نہیں فرمایا کہ: ”اے مکہ کے لوگو! اے میری قوم، بلکہ رب کائنات نے فرمایا کہ اے میرے محبوب آپ قرآن کی زبان میں اعلان کریں: ”یا ایھا الناس انی رسول اللّٰہ الیکم جمیعا““ کہ میں صرف مکہ کا نبی، اپنے قبیلے کا نبی یا صرف عرب کا نبی بن کر نہیں آیا، بلکہ پوری دنیا کے انسانوں کا نبی بن کر آیا ہوں۔ کسی پیغمبر کا یہ اعلان کسی آسمانی کتاب میں موجود نہیں ہے کہ میں ساری دنیا کے انسانوں کا نبی بن کر آیا ہوں، یہ اعلان صرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اللہ تعالیٰ نے کروایا اور خود حق باری تعالیٰ نے فرمایا: ”وما ارسلناک الا کافۃ للناس“ اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تمام انسانوں کا نبی ہوں۔ یہ رسالت کے حوالے سے پہلی امتیازی شان ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تمام انسانوں کے لئے نبی بن کر تشریف لائے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمام زمانوں کے لئے نبی بن کر تشریف لائے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمام زمانوں کے لئے نبی بن کر تشریف لائے:

۲:..... دوسری بات یہ ہے کہ آپؐ سے پہلے جتنے بھی انبیاء ورسل آئے وہ اپنے اپنے زمانے کے نبی بن کر آئے، جب تک دنیا میں نہیں آئے تو نبی نہیں اور جب دنیا سے چلے گئے تو ان کی نبوت کا پیغام اسی موقع پر آ کر ختم ہو گیا، لیکن جب آمنہ کے لال محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آئے تو اس شان سے آئے کہ آپ دنیا میں آنے سے پہلے بھی نبی تھے اور جب آئے تو بھی نبی تھے اور جب دنیا سے گئے تو پھر بھی نبوت باقی ہے اور قیامت تک باقی رہے گی۔ قیامت کا وقوع بھی آپ کے عہدِ نبوت میں ہوگا۔ حدیث میں آتا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”کنت نبیا و آدم بین الماء والطین، وفی روایۃ: کنت نبیا و آدم بین الروح و الجسد“ کہ میں (حضور صلی اللہ علیہ وسلم) اس وقت بھی نبی تھا کہ جب آدم علیہ السلام کی پیدائش بھی

مکمل نہیں ہوئی تھی، اس لئے آپؐ کے آنے سے پہلے آپؐ پر ایمان لانے اور آپؐ کی مدد کرنے کے وعدے اللہ نے نبیوں سے لئے، اس لئے آپ تمام زمانوں ماضی، حال اور مستقبل کے نبی بن کر آئے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمام مخلوقات کے نبی بن کر تشریف لائے:

۳:...... تیسری بات یہ ہے کہ آپؐ سے پہلے جتنے بھی نبی آئے تو وہ صرف اللہ کی ایک مخلوق یعنی انسانوں کے نبی بن کر آئے، مگر جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم آئے تو اس شان کے ساتھ آئے کہ آپ صرف انسانوں ہی کے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی تمام مخلوقات کے نبی بن کر آئے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ارسلت الی الخلق کافۃ" کہ میں تمام مخلوقات کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں، یہی وجہ ہے کہ آپ قرآن مجید کو اٹھا کر دیکھیں جہاں رسول انسانوں کو سمجھاتے ہوئے اور خطاب کرتے ہوئے نظر آتے ہیں، وہاں آپ جنات کو بھی خطاب کرتے ہوئے نظر آتے ہیں، جنات بھی آپ کا کلمہ پڑھ رہے ہیں، اس لئے جہاں آپ انسانوں کے نبی ہیں وہاں جنات کے بھی نبی ہیں، "نبی الثقلین" آپ کا لقب ہے۔

اونٹ کی دربار رسالت میں حاضری اور عرض گزاری:

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے کہ ایک اونٹ آیا اور آپ کے قدموں میں سر رکھ دیا، آپؐ نے فرمایا کہ اس کے مالک کو بلاؤ، جب مالک آیا تو آپؐ نے فرمایا: "یہ جانور تمہاری شکایت کر رہا ہے، اس لئے تمہیں چاہئے کہ جب یہ بھوکا ہو تو اس کو چارہ ڈالو جب پیاسا ہو تو پانی پلاؤ، اس کی طاقت سے زیادہ بوجھ نہ ڈالو" جانوروں کے بارے میں بھی آپ کی زبان اقدس سے احکام نکلتے ہیں اور جانور آپؐ کے قدموں میں کیوں آتا ہے، اس لئے کہ وہ بھی جانتا ہے کہ آپ جانوروں کے لئے بھی مہربان بن کر آئے ہیں۔ اسی طرح حجۃ الوداع کے موقع پر سو اونٹوں میں سے ۶۳ اونٹوں کو آپؐ نے اپنے ہاتھ سے ذبح فرمایا، جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کو ذبح کرنے کے لئے اپنا ہاتھ بڑھاتے تو ہر اونٹ اپنی گردن آگے کرتا تاکہ میری باری پہلے آجائے۔

پتھروں کا بارگاہِ نبوت میں سلام اور اظہار عقیدت:

صحیح مسلم شریف میں امام مسلمؒ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل کے باب میں ایک حدیث لائے ہیں کہ آپؐ فرماتے ہیں: "انی لاعرف حجراً بمکۃ کان یسلم علی قبل البعث" کہ میں اس پتھر کو جانتا ہوں جو مکہ میں ہے اور ابھی میں نے اعلان نبوت نہیں کیا تھا کہ جب میں اس پتھر کے پاس سے گزرتا تھا تو وہ پتھر مجھے سلام کرتا تھا۔ محدثین بحث کرتے ہیں کہ اس پتھر سے کون سا پتھر مراد ہے؟ حجراً کیوں کہ نکرہ آیا ہے، اس لئے کوئی متعین پتھر مراد نہیں ہے بلکہ مکہ کے تمام پہاڑ اور پتھر مراد ہیں اور بعض نے کہا کہ لفظ مکہ دلالت کرتا ہے کہ وہ کوئی خاص پتھر ہے اور بعض نے کہا ہے کہ حجر سے مراد بیت اللہ کے کونے میں لگا ہوا حجر اسود ہے، اگر یہ قول مراد لیا جائے تو میں کہتا ہوں ساری دنیا حجر اسود کو سلام کرتی ہے اور حجر اسود حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کرتا ہے، ساری دنیا حجر اسود کو سلام کرے طواف کے دوران چوم نہ سکے تو دور سے ہاتھ کے ساتھ اشارہ کر کے سلام کرتے ہیں، چومتے ہیں، اللہ کے نبی بھی، صحابہؓ بھی، قطب بھی، محدث بھی، مفسر بھی، فقیہ بھی، مجتہد بھی اور سارے مسلمان لیکن حجر اسود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کرتا ہے، کیوں کرتا ہے؟ وہ جانتا ہے یہ میرے نبی اور پیغمبر ہیں، اس لئے وہ کہتا ہے: "السلام علیک ایہا النبی۔"

اُحد پہاڑ کا وجد میں جھومنا:

مدینہ طیبہ میں اُحد پہاڑ ہے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے ہلنے لگا، جھومنے لگا، حضور علیہ السلام نے اپنا پاؤں مار کر کہا: "اسکن" ٹھہر جا، تیرے اوپر اللہ کا نبی، صدیق اور دو شہید ہیں۔ حضور علیہ السلام، صدیق اکبر، عمر فاروق، عثمان غنی رضی اللہ عنہم، پہاڑ کی حرکت بند ہوگئی اور پہاڑ نے ہلنا بند کر دیا، کیوں؟ جھوما کیوں تھا؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم آئے ہیں اور کیوں حرکت بند کی ہے، کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کے نبی بھی ہیں، نافرمانی نہ ہو جائے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بات فوراً مان لی اور اپنی حرکت بند کر دی۔

اُسطوانہ حنانہ کا گریہ:

مدینہ طیبہ میں مسجد نبوی میں کھجور کا ایک درخت تھا، جسے "حنانہ" کہتے تھے، آج وہاں پر مضبوط ایک ستون بنا ہوا ہے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ٹیک لگا کر خطبہ ارشاد فرماتے تھے، جب منبر بن گیا تو آپؐ نے پہلی مرتبہ منبر پر خطبہ دیا تو اس تنے سے رونے کی آواز آئی، حضور علیہ السلام واپس تشریف لائے سینے سے لگایا، وہ تنا کیوں روتا ہے؟ کل تک آپ کا مبارک جسم ساتھ لگتا تھا، آج محروم ہو گیا، آپؐ نے تسلی دیتے ہوئے فرمایا: کیا تو اس پر راضی نہیں ہے کہ تو صبر کرے اور اللہ اس کے بدلے میں جنت میں تجھے میرے ساتھ کر دے؟ یاد رکھو حضور علیہ السلام کی نسبت کی برکت سے یہ درخت جنتی بنا ہے "براق" جو معراج کے موقع پر حضور علیہ السلام کی سواری کا جانور تھا، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے وہ بھی جنتی بنا اور وہ مٹی جہاں آپ آرام فرما رہے ہیں، اللہ تعالیٰ نے اس کو بھی جنت بنا دیا۔

میں بتا یہ رہا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

انسانوں کے بھی نبی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنات کے بھی نبی، حضور علیہ السلام حیوانات کے بھی نبی، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم درختوں کے بھی نبی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دریاؤں کے بھی نبی اور زمین کے بھی نبی، وقت نہیں کہ تفصیلاً بیان کروں، ہر پیغمبر کا معراج فرش پر ہوا، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا عرش پر، آسمانوں پر، کیوں؟ ایک وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ آسمان والوں کو بتانا چاہتے تھے کہ یہ صرف زمین والوں کے نبی نہیں ہیں، یہ آسمان والوں کے نبی بھی ہیں اور ہر آسمان کے فرشتوں سے یہ اقرار کروانا چاہتے تھے، اس لئے اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج کروایا تاکہ ان کو بھی پتہ چل جائے کہ یہ ہمارے پیغمبر ہیں، وہ بھی اقرار کرتے ہیں: ’’اھلاً وسھلاً مرحبا‘‘ آئیے آئیے خوش آمدید، انہوں نے بھی اپنے نبی کو دیکھا اور اقرار کیا، اس لئے اللہ نے آپ کو معراج کا سفر کروایا، یہاں کے بھی نبی، وہاں کے بھی نبی، بات کو سمیٹتا ہوں جہاں تک اللہ کی خدائی ہے، وہاں تک محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت ومصطفائی ہے۔ میری اب تک معروضات کا خلاصہ یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تمام انسانوں کے نبی ہیں، تمام زمانوں کے نبی ہیں، تمام مخلوقات کے نبی ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نبی الانبیاء ہیں:

۴:...... چوتھی بات کہ حضور علیہ السلام سے پہلے جتنے بھی نبی آئے، وہ امتوں کے نبی اور پیغمبر بن کر آئے مگر آپ کے اور میرے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم (جن سے ہماری نسبت ہے، جس نسبت کو قادیانی اور مرزائی توڑنا چاہتا ہے اور کبھی نہیں توڑ سکیں گے، کبھی کامیاب نہیں ہوں گے انشاء اللہ بلکہ ہم ان کو دعوت اسلام دیتے ہیں، ختم نبوت پر ایمان لانے کی دعوت دیتے ہیں، کتنی بار کہا: اس کے جھنڈے کے نیچے آجاؤ اس کا کلمہ پڑھ لو، اس سے نسبت جوڑ لو جس سے نسبت کے لئے نبی بھی دعائیں کرتے تھے ہم ان کو دعوت دیتے ہیں، اسلام قبول کرنے کی، ہم ان کو ختم نبوت پر ایمان لانے کی دعوت دیتے ہیں، جھوٹے کو چھوڑ دو، سچے کے ساتھ آجاؤ۔ اس شان کے ساتھ آئے کہ آپ صرف امتوں کے نبی نہیں بلکہ نبیوں کے بھی نبی بن کر آئے، پیغمبروں کے بھی پیغمبر بن کر آئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے زمانہ رسالت میں: ’’وما ینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحی یوحی‘‘ مبارک زبان سے اعلان کیا: ’’انا نبی الانبیاء‘‘ اس لئے اللہ تعالیٰ نے معراج کے موقع پر بیت اللہ سے آسمانوں پر نہیں بلایا مکہ سے سیدھا آسمانوں پر نہیں بلایا پہلے مسجد اقصیٰ میں پہنچایا، نبیوں کو جمع کیا سب کو پیچھے کھڑا کیا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو آگے کھڑا کروایا، دنیا کو بتانا تھا کہ ہر نبی اور پیغمبر اپنی امت کا امام ہے مگر جو آگے ہیں وہ ان اماموں کے بھی امام ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نبیوں کے بھی نبی۔ اس لئے آپ نے فرمایا: کل قیامت کے دن میرے ہاتھ میں ’’لواء الحمد‘‘ ہوگا، مجھے اللہ تعالیٰ مقام محمود عطا فرمائیں گے: ’’انا خطیب الانبیاء‘‘ میں نبیوں کا خطیب ہوں گا، سارے پیغمبر میری اقتدا میں چلیں گے، آپ سارے پیغمبروں کے پیغمبر ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں، آپ کے بعد کوئی نبی پیدا نہیں ہوگا:

۵:...... پانچویں اور آخری بات اس حوالے سے یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے جتنے بھی انبیاء ورسول آئے ان کے بعد نبی اور رسول آتے رہے، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آئے تو آپ کے سر مبارک پر اللہ نے نبوت ورسالت کا جو تاج رکھا اللہ تعالیٰ نے اس کو ’’ختم نبوت‘‘ قرار دے دیا۔ فرمایا: ’’ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین‘‘ یہ امتیازی شان ہے کہ آپ سے پہلے آنے والے ہر نبی کے بعد نبی ہے، ہر پیغمبر کے بعد پیغمبر ہے۔ رسول کے بعد رسول ہے مگر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم آئے تو اس شان اور رسالت کے ساتھ آئے کہ اعلان کردیا: ’’انا خاتم النبیین‘‘ معنی بھی آگے بتادیا: ’’لا نبی بعدی‘‘ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

(جاری ہے)

تیسری پوزیشن حاصل کرنے والے طالب علم حافظ محمد احمد کو مبارک باد

گوجرانوالہ..... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع گوجرانوالہ کے امیر مولانا محمد اشرف مجددی، نائب امیر مولانا قاری منیر احمد قادری، جنرل سیکریٹری الحافظ قاری محمد یوسف عثمانی، ناظم تبلیغ مولانا قاری عبدالغفور آرائیں، ناظم اطلاعات سید احمد حسین زید، مرکزی مبلغ مولانا محمد عارف شامی، ناظم دفتر حافظ محمد ثاقب، ارکان شوریٰ حافظ احسان الواحد، پروفیسر محمد اعظم نفیسی، حاجی عبدالرحمن، عثمان عمر ہاشمی، حافظ محمد معاویہ، مولانا طارق محمود ثاقب، مولانا حافظ محمد ارشد اور علامہ پروفیسر محمد منیر کھوکھر نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت گوجرانوالہ کے ناظم مالیات پروفیسر حافظ محمد انور کے صاحبزادے اور سائنس ہائی اسکول سیٹلائٹ ٹاؤن کے ہونہار طالب علم حافظ محمد احمد کو گوجرانوالہ بورڈ کے امتحان میٹرک ۲۰۱۰ء میں تیسری پوزیشن حاصل کرنے پر مبارک دی ہے اور دعا کی ہے اللہ تعالیٰ صاحبزادے کو مزید ترقیاں نصیب فرمائے اور آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے لئے قبول فرمائے۔ آمین

امریکی چنگل سے رہائی کا موقع!

حضرت مولانا محمد ازہر مدظلہ

۱۹ فروری ۲۰۱۱ء کو روزنامہ نوائے وقت میں صفحہ اول پر ایک دو کالمی خبر ہماری بے ہمتی، بے حمیتی اور کم نگاہی کے اشتہار کے طور پر شائع ہوئی۔ خبر کے مطابق امریکی قونصل خانے کے ڈاکٹرز اور اہل کاروں نے کوٹ لکھپت جیل میں ریمنڈ ڈیوس سے ملاقات کی، اس کا چیک اپ کیا، بیماری طبیعت کی خرابی تجویز کی اور علاج یہ فرمایا کہ: ''جیل کے لاؤڈ اسپیکر بند کردیے جائیں۔''

بیماری اور علاج میں مناسبت یہ ہے کہ امریکی قاتل جاسوس صبح کی نماز کے لئے لاؤڈ اسپیکر کے استعمال پر ناراض ہوتا تھا کہ اذان کی آواز سے اس کی نیند خراب ہوتی ہے۔ یہ امریکی کارندہ نماز جمعہ پر بھی اعتراض کرتا تھا اور نمازیوں کو دیکھ کر برا بھلا کہتا تھا، اس کی جسارت کا یہ عالم ہے کہ جب اسے صبح ناشتے کے لئے جگایا گیا تو اس نے جیل کے اہل کاروں کو گالیاں دیتے ہوئے کہا کہ تم سب جاہل ہو، تم احمقوں نے میری اجازت کے بغیر مجھے سویرے کیوں جگایا؟ جب ناشتہ پیش کیا گیا تو اس نے چیخ کر کہا کہ تم سب غیر مہذب ہو، تم اچھے نوکر نہیں ہو، کیا اس طرح ناشتہ پیش کیا جاتا ہے؟۔ (ایکسپریس ۱۶ فروری ۲۰۱۱ء)

اس پس منظر میں امریکی ڈاکٹروں نے قاتل ریمنڈ ڈیوس کی پریشانی، ملال اور ناسازی طبع کا علاج یہ تجویز کیا کہ جیل کی مسجد کے لاؤڈ اسپیکر سے اذان کی آواز بند کردی جائے تاکہ امریکی بدمعاش کو نیند میں خلل نہ آئے اور اذان کے الفاظ اسے گراں نہ گزریں۔

گزشتہ دور حکومت میں فوجی ڈکٹیٹر پرویز مشرف نے بھی امریکیوں کی خوشنودی کے لئے فیصل مسجد اسلام آباد میں عصر کی اذان پر پابندی لگادی تھی۔ وہ امریکی صدر کی خوشامد اور کاسہ لیسی کے لئے غیرت وحمیت کا جنازہ تھا، لیکن اب صورت حال یہ ہے کہ ایک بدمعاش اور قاتل امریکی کے لئے بھی پوری قوم کی تذلیل کی جارہی ہے۔ امریکی بدمعاش نے جیل میں پوری قوم کے اعلیٰ افسران اور اہل کاروں کو بدترین گالیاں دیں، اس کے بدلے میں اسے اعلیٰ ترین مراعات اور عیش وراحت فراہم کئے جارہے ہیں، فائیو اسٹار ہوٹل سے کھانا دیا جارہا ہے، اس کے آرام اور نیند کے لئے اذان کی آواز بلند کرنے پر پابندی لگائی جارہی ہے۔ ظاہر ہے یہ سب کچھ ''اوپر والوں'' کی ہدایات کے مطابق کیا جارہا ہے، ورنہ پاکستانی جیلوں اور تھانوں میں ملزموں اور مجرموں کے ساتھ جو سلوک ہوتا ہے، وہ ساری دنیا کو معلوم ہے۔ اگر ہمارے کسی ایس ایچ او ہی کو اختیار دے دیا جائے کہ وہ ریمنڈ ڈیوس سے اپنے روایتی طریقے کے مطابق تفتیش کرسکتا ہے تو یقین ہے کہ وہ ساراچ اگل دے گا اور پاکستان کی جاسوسی سے لے کر دہشت گردی کے واقعات میں ملوث ہونے جیسے تمام جرائم کا اعتراف کرلے گا۔

تاہم اگر غور کیا جائے تو اللہ تعالیٰ نے پاکستانی قوم کو امریکا کی غلامی سے نجات حاصل کرنے کا ایسا موقع فراہم کردیا ہے کہ سانپ بھی مرجائے گا اور لاٹھی بھی بچ جائے گی۔ ایک ہفتہ قبل قاتل ریمنڈ کو رہائی دلوانے کے لئے امریکی حکام کا لہجہ خاصا تلخ اور جارحانہ تھا اور وہ پاکستان کو دھمکیاں دینے کے علاوہ امداد بند کرنے اور پاکستان کو معاشی افلاس میں مبتلا کرنے کی باتیں بھی کرتے تھے، لیکن انہیں اب یہ احساس ہوچکا ہے کہ ریمنڈ کے ایشو پر پوری قوم متحد ہے اور انہوں نے سفارتی استثنا کے لئے جو واویلا کیا تھا، اس کی کوئی بنیاد نہیں، اس لئے کہ ریمنڈ سفارت کار نہیں، وہ امریکی قونصل خانے کا ایک عام ملازم ہے، جسے سفارتی استثنا حاصل نہیں، لہٰذا دوہرے قتل کے اس مجرم کے خلاف پاکستانی قوانین کے تحت پاکستان ہی میں مقدمہ چلائے جانے کے سوا کوئی چارہ کار نہیں۔ امریکا کو مزید مایوسی کور کمانڈرز کانفرنس کے اعلامیہ سے ہوئی، جس میں حکومت کے اس فیصلے کی حمایت کی گئی کہ امریکی شہری ریمنڈ ڈیوس کا معاملہ عدالت میں زیر سماعت ہے، لہٰذا عدالت ہی اس حوالے سے فیصلہ کرنے کی مجاز ہے۔ گویا عسکری، سیاسی اور عوامی رائے ایک ہے کہ ریمنڈ نے دو پاکستانیوں کو بلاجواز قتل کیا ہے، لہٰذا اسے اس جرم کی پاکستانی قوانین کے تحت پاکستان ہی میں سزا دی جائے۔ پاکستان کے اس اصولی موقف نے امریکی حکمرانوں کو نہ صرف اپنا رعونت آمیز لب ولہجہ بدلنے پر مجبور کردیا ہے، بلکہ انہیں یہ خدشہ بھی ہوچلا ہے کہ خطے میں اس کا سب سے بڑا اتحادی کہیں اس کے

ہاتھوں سے نکل نہ جائے۔

امریکی وزیر خارجہ ہیلری کلنٹن نے دہائی دی ہے کہ پاکستان امریکا مخالف جذبات کو روکے۔

(ایکسپریس ۱۹ فروری ۲۰۱۱ء)

کیا اس بی بی کو کوئی سمجھانے والا نہیں کہ عوام کے جذبات کو روکنا کسی کے بس کی بات نہیں، کیا تیونس اور مصر کے واقعات سے ان کی آنکھیں نہیں کھلیں؟ اور اگر کچھ خمار باقی ہے تو لیبیا، اردن اور یمن بھی عنقریب چشم کشا مثالیں بننے والے ہیں۔

امریکی وزیر خارجہ نے بے لوث محبت اور بے غرض ایثار و خیر خواہی کا مظاہرہ کرتے ہوئے، یہ بھی فرمایا کہ: ''پاکستان کو مالی بحران کے ساتھ توانائی کی شدید قلت کا سامنا ہے، جو اقتصادی ترقی میں رکاوٹ بن رہا ہے۔ ان مسائل پر قابو پانے کے لئے ملک کے اندر امریکا کا مخالف جذبات کو ختم کرنا ہوگا۔''

پوری قوم اس وقت امریکا کے خلاف جس غم و غصہ میں مبتلا ہے، اس کے پیش نظر یہ پیشین گوئی تو آسانی سے کی جاسکتی ہے کہ ریمنڈ ڈیوس کو بحیثیت سفارت کار چھڑوا کر لے جانا امریکی حکومت کے بس میں نہیں رہا۔ امریکی جوائنٹ چیف آف اسٹاف کمیٹی کے چیئرمین ایڈمرل مائیک مولن نے بھی اس حقیقت کا اعتراف کیا ہے کہ امریکا پاکستان کے عوام میں غیر مقبول ہو چکا ہے۔ (نوائے وقت ۱۹ فروری ۲۰۱۱ء)

اگر ریمنڈ ڈیوس کو کسی حیلے بہانے سے رہا کروایا گیا تو پاکستان کے عوام کی طرف سے زبردست ردعمل سامنے آئے گا، جو امریکا کے لئے بہت سے پیچیدہ مسائل پیدا کردے گا۔

جہاں تک پاکستان کے مالی بحران اور توانائی کی قلت کا مسئلہ ہے تو ہیلری صاحبہ کی خدمت میں عرض ہے کہ: ''ایں ہمہ آوردہ تست'' یہ آپ ہی کی طرف سے ملنے والا تحفہ ہے، پاکستان نے امریکا کے فرنٹ لائن اتحادی کا کردار ادا کر کے جتنا نقصان اٹھایا ہے، اتنا امریکا سمیت نیٹو اقوام کا نقصان بھی نہیں ہوا۔ اس جنگ کے دوران نہ صرف ہزاروں بے گناہ پاکستانی ڈرون حملوں اور دہشت گردی کے دیگر واقعات میں مارے گئے، بلکہ پاکستانی معیشت کو اربوں ڈالر کا نقصان ہوا، اگر پاکستانی حکمران تھوڑی سی جرأت، ہمت، حمیت اور فراست کا...... دیں تو یہ امریکی جنگ اور امریکی چنگل سے نکلنے کا بہترین موقع ہے، ہمیں نہیں بھولنا چاہئے کہ بعض حوالوں سے صرف امریکا ہی ہماری ضرورت نہیں، ہم بھی بہت سے حوالوں سے امریکا کی ضرورت ہیں:

اٹھ باندھ کمر کیا ڈرتا ہے
پھر دیکھ خدا کیا کرتا ہے

(روزنامہ اسلام کراچی، ۲۱ فروری ۲۰۱۱ء)

ساٹھ سالہ غفلت کی زندگی کا تدارک

''حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایسے شخص پر عذر پورا فرمادیا (یعنی اسے موقع دے کر اس پر حجت تمام فرمادی) جس کی موت اتنی موخر فرمادی کہ وہ ساٹھ سال کی عمر تک پہنچ گیا۔'' (رواہ البخاری)

یعنی جس کی عمر ساٹھ سال کی ہوگئی اور پھر بھی اعمال صالحہ سے اسے کوئی واسطہ نہ ہوا اور اس طرف کوئی توجہ نہ ہو تو اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کا کوئی عذر مقبول نہ ہوگا۔

مفسرین ابن کثیر بروایت ابن عباس حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ قیامت کے روز کہا جائے گا: کہاں ہیں ساٹھ سال کی عمر والے اور یہ وہ عمر ہے: جس کے بارے میں حق تعالیٰ شانہ کا ارشاد ہے: ''اولم نعمرکم ما یتذکر فیہ من تذکر وجاء کم النذیر'' (فاطر:۳۷)

ترجمہ: ''کیا ہم نے تم کو اتنی عمر نہ دی تھی کہ جس کو سمجھنا ہوتا وہ سمجھ سکتا اور (صرف عمر دینے پر اکتفا نہیں کیا بلکہ) تمہارے پاس ڈرانے والا بھی پہنچا تھا۔''

(تفسیر ابن کثیر ۵۶۹/۳)

اس جگہ ''وجاء کم النذیر'' میں اشارہ ہے کہ انسان کو عمر بلوغ کے وقت سے اتنی عقل و تمیز منجانب اللہ عطا ہو جاتی ہے کہ کم از کم اپنے خالق و مالک کو پہچانے اور اس کی رضا جوئی کو اپنی زندگی کا مقصد بنائے، اتنے کام کے لئے خود انسانی عقل بھی کافی تھی مگر اللہ جل شانہ نے صرف اسی پر اکتفا نہیں فرمایا، بلکہ اس عقل کی امداد کے لئے نذیر بھی بھیجے، نذیر کے معنی اردو میں ڈرانے والے کے کئے جاتے ہیں۔ درحقیقت نذیر وہ شخص ہے جو اپنی رحمت و شفقت کے سبب اپنے لوگوں کو ایسی چیز سے بچنے کی ہدایت کرے جو اس کو ہلاکت یا مضرت میں ڈالنے والی ہیں اور ان چیزوں سے لوگوں کو ڈرائے۔ مراد اس سے معروف معنی کے اعتبار سے انبیاء علیہم السلام اور ان کے نائب علماء ہیں۔

حضرت ابن عباسؓ، عکرمہ اور امام جعفر باقر سے منقول ہے کہ نذیر سے مراد بڑھاپے کے سفید بال ہیں کہ جب وہ ظاہر ہو جائیں تو وہ انسان کو اس کی ہدایت کرتے ہیں کہ اب رخصت کا وقت قریب آگیا۔

حقیقت یہ ہے کہ انسان کو بالغ ہونے کے بعد سے جتنے حالات پیش آتے ہیں، اس کے اپنے وجود اور گردوپیش میں جو تغیرات و انقلابات آتے ہیں وہ سب ہی اللہ تعالیٰ کی طرف سے نذیر اور انسان کو متنبہ کرنے والے ہیں۔

(معارف القرآن، ۳۵۳/۷)

(مرسلہ: حافظ محمد سعید لدھیانوی)

گستاخ رسول کی سزا اور مسلمانوں کی ذمہ داری

حافظ عبدالقدوس قارن

گزشتہ سے پیوستہ

تیسرا اعتراض:

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں گستاخی کرنے والے کی سزا کے بارہ میں ائمہ فقہاء کے نظریات مختلف ہیں، احناف کے نزدیک اس کی حد قتل نہیں ہے، پاکستان میں اکثریت احناف کی ہے، اس لئے ان کے نظریہ کے مطابق اس کی حد قتل نہیں ہونی چاہئے۔

الجواب:

یہ اعتراض مکروفریب کا جال اور احناف کے مسلک سے بے خبری کا نتیجہ ہے، اس مسئلہ میں احناف کی بعض عبارات کو لے کر تحفظ ناموس رسالت قانون میں تبدیلی کا مطالبہ کرنے والے مفاد پرستوں کو کبھی یہ خیال نہیں آیا کہ ۱۹۵۶ء سے نافذ عائلی قوانین بھی تو احناف کے نظریہ کے خلاف ہیں، ان کو تبدیل کروانے کے لئے کیوں آواز نہیں اٹھائی جاتی؟ حالانکہ ان میں سے بعض مسائل میں نوبت واضح حرام کے ارتکاب تک جا پہنچتی ہے، پھر یہ غلط بیانی بھی ہے کہ گستاخ رسول کی حد قتل کی صورت میں احناف کے نظریہ کے خلاف ہے، اس پر یہی دلیل کافی ہے کہ اس قانون کو منظور کروانے والوں میں حنفی دیوبندی مکتب فکر کے جید عالم دین استاذ المحدثین حضرت مولانا عبدالحق اکوڑہ خٹک والے بھی تھے جن کی تدریسی خدمات نصف صدی سے زائد ہیں اور ان کے سینکڑوں شاگرد شیخ الحدیث اور استاذ الحدیث کے مناصب پر فائز ہیں اور حنفی بریلوی مکتب فکر کے نامور عالم دین علامہ عبدالمصطفیٰ الازہری تھے جو اپنے طبقہ میں مایہ ناز مدرس اور مفتی تھے پھر ان کو اپنے اپنے طبقہ کے تمام علماء کرام کی حمایت بھی حاصل تھی، اگر یہ قانون حنفی نظریہ کے مخالف ہوتا تو اس کو حنفی علماء کی حمایت حاصل نہ ہوتی جبکہ کسی ایک قابل شمار عالم کی مخالفت نظر سے نہیں گزری، موجودہ دور کے احناف سے پہلے بھی فقہاء احناف گستاخ رسول کے قتل کا نظریہ رکھتے تھے۔

☆...... علامہ ابن نجیم مصریؒ لکھتے ہیں کہ: ''اگر کوئی مسلمان نشہ کی حالت میں مرتد ہو جائے تو اس پر مرتد ہونے کا حکم لگانا صحیح نہیں، البتہ اگر وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دے گا تو اس پر مرتد ہونے کا حکم لگایا جائے گا۔ ''فانہ یقتل و لا یعفیٰ عنہ'' (الاشباہ والنظائر، ج:۱،ص:۲۸۹) اس کو قتل کیا جائے گا، اس کو معافی نہیں دی جائے گی۔''

☆...... علامہ شامیؒ لکھتے ہیں کہ: ''جو مسلمان مرتد ہو جائے، پھر توبہ کرلے تو اس کی توبہ قبول کی جائے گی مگر ایسی جماعت کی توبہ قبول نہیں کیا جائے گی جو بار بار مرتد ہو جاتی ہو، اسی طرح انبیاء کرام علیہم السلام میں سے کسی کو گالی دینے کی وجہ سے جو کافر ہوا ''فانہ یقتل حدا و لا تقبل توبتہ مطلقاً'' (فتاویٰ شامی، ج:۲،ص:۳۵۶) تو اس کو حد کے طور پر قتل کیا جائے گا اور اس کی توبہ بالکل قبول نہیں کی جائے گی۔''

☆...... علامہ شامیؒ لکھتے ہیں کہ: ''اگر کسی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دی تو اس کو توبہ کا موقع دیئے بغیر قتل کرنے پر اجماع ہے: ''فعلم ان المراد من نقل الاجماع علی قتلہ قبل التوبۃ ثم قال وبمثلہ قال ابو حنیفۃ واصحابہ'' (فتاویٰ شامی، ج:۶،ص:۳۵۷) یہی نظریہ امام ابوحنیفہؒ اور ان کے اصحاب کا ہے۔

☆...... علامہ ابوالطیب سندھی الحنفی لکھتے ہیں کہ کسی بھی انداز میں حضور علیہ السلام کی ذات و صفات میں عیب لگانے والا گالی دینے والے کے حکم میں ہے: ''وحکم السباب یقتل'' (حاشیہ سندھی علی النسائی، ج:۲،ص:۱۵۳) اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دینے والے کے بارہ میں حکم یہ ہے کہ اس کو قتل کر دیا جائے۔

☆...... علامہ ابن الہمامؒ لکھتے ہیں کہ: ''اذا اظہرہ یقتل بہ وینتقض عہدہ'' (فتح القدیر، ج:۵،ص:۳۰۳) اگر کوئی ذمی (مسلمان ملک میں رہنے والا کافر) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو علانیہ گالی دیتا ہے تو اس کو قتل کیا جائے گا اور اس کا معاہدہ ٹوٹ جائے گا۔

☆...... علامہ شامیؒ لکھتے ہیں: ''فلو اعلن بشتمہ او اعتادہ قتل ولو امراۃ وبہ یفتی الیوم'' (فتاویٰ شامی، ج:۶،ص:۳۳۱) پس اگر ذمی علانیہ حضور علیہ السلام کو گالی دے یا اس کو عادت بنالے تو اس کو قتل کیا جائے گا، اگرچہ عورت ہو اور آج کے دور میں اسی کے مطابق فتویٰ دیا جائے گا۔

☆……علامہ ظفر احمد عثمانیؒ لکھتے ہیں کہ مذکورہ بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ ذمی مرد یا ذمیہ عورت جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو علانیہ گالی دے یا دین اسلام میں طعن کرے:"فلا خلاف بین العلماء فی قتل الذمی او الذمیة"(اعلاء السنن، ج:۱۲، ص:۵۰۵) تو ایسے ذمی یا ذمیہ کو قتل کرنے میں علماء میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔

☆……علامہ شہاب الدین الشلبی لکھتے ہیں:"اذا اظهره یقتل به"(حاشیہ تبیین الحقائق، ص:۲۸۱) جب ذمی علانیہ گستاخی کا ارتکاب کرے تو اس کو قتل کیا جائے گا۔

☆……علامہ شامیؒ لکھتے ہیں کہ:"ذمی اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دے تو اس کو تعزیر لگائی جائے گی:"وهو یدل علی جواز قتله زجر الغیره اذا یجوز الترقی فی التعزیر الی القتل"(رسائل ابن عابدین، ص:۳۵۳) اور یہ اس پر دلالت کرتا ہے کہ اس کو قتل کرنا جائز ہے تاکہ اوروں کو تنبیہ ہو جائے، اس لئے کہ تعزیر قتل تک ہو سکتی ہے۔

☆……امام محمد رحمہ اللہ کا قول نقل کرتے ہوئے علامہ ظفر احمد عثمانیؒ لکھتے ہیں:"والحق انه یقتل عندنا اذا اعلن بشتمه علیه الصلوة والسلام صریح فی سیر الذخیرة حیث قال واستدل محمد لبیان قتل المرأة اذا اعلنت بشتم الرسول ﷺ"(اعلاء السنن، ج:۱۲، ص:۵۰۵)... حق بات یہ ہے کہ ہمارے نزدیک ذمی کو قتل کیا جائے گا، جبکہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو علانیہ گالی دے اور سیر الذخیرہ میں اس کی صراحت مصنف نے کی ہے، جہاں اس نے کہا کہ امام محمدؒ نے عورت کو قتل کرنے کے بیان میں استدلال کیا ہے جبکہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو علانیہ گالی دے اور اسی کے مطابق علامہ شامیؒ نے لکھا ہے۔(رسائل ابن عابدین، ص:۳۵۵)

☆……امام محمدؒ کا قول بھی علامہ عثمانیؒ نے لکھا ہے:"قال محمد فی السیر الکبیر وکذالک ان کانت تعلن بشتم رسول اللہ ﷺ فلا باس بقتلها"(اعلاء السنن، ج:۱۲، ص:۵۰۵)... امام محمدؒ نے السیر الکبیر میں فرمایا ہے اور اسی طرح اگر عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو علانیہ گالی دے تو اس کے قتل میں کوئی حرج نہیں ہے۔

علامہ عینیؒ فرماتے ہیں:"واختیاری فی السب ان یقتل"(فتاویٰ شامی، ج:۶، ص:۳۳۳)... حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دینے والے کے بارہ میں میرے نزدیک راجح نظریہ یہ ہے کہ اس کو قتل کیا جائے...۔

چوتھا اعتراض:

احناف کے نزدیک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دینے والے ذمی کا ذمہ نہیں ٹوٹتا، جب ذمہ نہیں ٹوٹتا تو اس کا قتل کیسے جائز ہوگا؟

الجواب:

ذمہ نہ ٹوٹنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس کا قتل جائز نہیں، اس لئے کہ ذمہ باقی رہتے ہوئے بھی اس کو سزا دی جا سکتی ہے، جیسا کہ اس کو قصاص میں قتل کیا جاتا ہے، صاحب ہدایہؒ فرماتے ہیں:"ویقتل قصاصا"(ہدایہ، ج:۲، ص:۴۹۱) ذمی کو قصاص میں قتل کیا جائے گا اور حضرات فقہاء کرام نے یہی وضاحت فرمائی ہے، جیسا کہ علامہ شامیؒ لکھتے ہیں:"واجاب العلامة الشیخ خیر الدین الرملی فی حواشیه علی البحر بانه لایلزم من عدم النقض عدم القتل"(رسائل ابن عابدین، ص:۳۵۳)... شیخ خیر الدین الرملی نے البحر کے حاشیہ میں جواب دیا ہے کہ ذمہ نہ ٹوٹنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس کا قتل نہ ہو... پھر احناف میں سے کئی حضرات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دینے والے ذمی کا ذمہ ٹوٹ جانے کے قائل ہیں، علامہ عینیؒ اور علامہ ابن الہمامؒ فرماتے ہیں کہ: ذمہ ٹوٹ جاتا ہے، علامہ شامیؒ اس پر بحث کرتے ہوئے فرماتے ہیں:"وبه یتایده ما بحثه الامام العینی والمحقق ابن الهمام من حیث الانتقاض ایضاً فلیس خارجاً عن المذهب بالکلیة نعم هو خلاف المشهور۔"(رسائل ابن عابدین، ص:۳۵۴)

ہماری بحث سے اس بحث کی تائید ہو جاتی ہے جو امام عینیؒ اور علامہ ابن الہمامؒ نے کی ہے کہ ذمہ بھی ٹوٹ جاتا ہے تو یہ نظریہ بالکلیہ مذہب سے خارج نہیں البتہ غیر مشہور ہے۔

اس سے واضح ہو گیا کہ بعض احناف ذمی کے ایسی حالت میں ذمہ کے ٹوٹ جانے کے بھی قائل ہیں اور جو ذمہ کے نہ ٹوٹنے کے قائل ہیں، ان کے نزدیک بھی اس کا قتل جائز ہے اور اس کا قتل احناف کے مذہب کے خلاف نہیں ہے۔ چنانچہ علامہ شامیؒ لکھتے ہیں:"والحاصل ان الذمی یجوز قتله عندنا لکن لاحد ابل تعزیر افقتله لیس مخالف للمذهب"(رسائل ابن عابدین، ص:۳۵۴)

اس بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ ہمارے نزدیک گستاخ رسول ذمی کو قتل کرنا جائز ہے لیکن حد کے طور پر نہیں بلکہ تعزیر کے طور پر۔ تو اس کا قتل ہمارے مذہب کے خلاف نہیں ہے۔

احناف کا مفتیٰ بہ قول:

علامہ شامیؒ کے حوالہ سے پہلے یہ بات گزری ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو علانیہ گالی دینے والے کے قتل کا فتویٰ ہی دیا جائے گا۔ نیز علامہ شامی لکھتے ہیں:"ولهذا افتی اکثرهم بقتل اکثرهم بقتل اکثر من سب النبی ﷺ من اهل الذمة

وان اسلم بعد اخذہ ''(رسائل ابن عابدین، ص:۳۵۴)اس لئے اکثر احناف نے اہل ذمہ میں سے بہت سے ایسے لوگوں کے قتل کا فتویٰ دیا، جنہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دی، اگرچہ وہ پکڑے جانے کے بعد مسلمان ہو جائے۔

اس سے یہ بات واضح ہوگئی کہ احناف کے نزدیک مفتیٰ بہ قول یہی ہے کہ جس ذمی کے بارہ میں ظاہر ہوجائے کہ اس نے حضور علیہ السلام یا قرآن کریم کے بارہ میں گستاخی کی ہے تو اس کو قتل کیا جائے گا۔

پانچواں اعتراض:

احناف کے نزدیک مرتد کو توبہ کا موقع دیا جاتا ہے، اس لئے گستاخ رسول کو بھی موقع دیا جانا چاہئے؟

الجواب:

عام مرتد اور گستاخ رسول میں فرق ہے۔ گستاخ رسول کسی نرمی کا مستحق نہیں ہے، پھر مرتد کو توبہ کا موقع دینا احناف کے نزدیک واجب نہیں ہے بلکہ صرف مستحب ہے، صاحب ہدایہ لکھتے ہیں:''الا ان العرض علی ما قالوا غیر واجب''(ہدایہ، ص:۵۶۵، ج:۲)مرتد پر اسلام پیش کرنا مشائخ کے قول کے مطابق واجب نہیں ہے، اور ڈاکٹر وہبۃ الزحیلی لکھتے ہیں:''فیستحب عند الحنفیۃ یستتاب المرتد ویعرض علیہ الاسلام لاحتمال ان یسلم لکن لایجب''(الفقہ الاسلامی وادلتہ، ج:۷، ص:۵۵۸۱)پھر احناف کے نزدیک مستحب ہے کہ مرتد سے توبہ طلب کی جائے اور اس پر اسلام پیش کیا جائے، اس احتمال سے کہ ہوسکتا ہے کہ وہ مسلمان ہوجائے لیکن ایسا کرنا واجب نہیں ہے۔

چھٹا اعتراض:

گستاخ رسول کی سزا کے قانون میں قتل کو حد کے طور پر لیا گیا ہے، جبکہ احناف کے نزدیک یہ حد نہیں بلکہ تعزیر ہے، اس لئے اس کے حد ہونے کی حیثیت کو ختم کرنا چاہئے۔

الجواب:

احناف کے ہاں قاعدہ ہے کہ اگر اپنے مسلک سے زائد پر عمل کرنے کی وجہ سے اپنے مسلک پر زد نہ آتی ہو تو زائد کو لیا جاسکتا ہے، مثلاً احناف کے نزدیک وضو میں سر کے مسح کے لئے نیا پانی لینا ضروری نہیں ہے بلکہ ہاتھ دھونے کے بعد ہاتھ پر جو تری رہ جاتی ہے، اس کے ساتھ بھی مسح کیا جاسکتا ہے، مگر کہا گیا ہے کہ احتیاط نیا پانی لینے میں ہے جیسا کہ علامہ ابوالطیب سندھی الحنفی کے حوالہ سے مبارک پوری صاحب نے لکھا ہے۔(تحفۃ الاحوذی، ج:۱، ص:۴۷)اسی طرح احناف کے نزدیک نماز کی ہر رکعت کی ابتداء میں بسم اللہ پڑھنا واجب نہیں ہے مگر کہا گیا ہے کہ احتیاطاً پڑھی جائے، لیکون ابعد عن الاختلاف (ہدایہ، ج:۱، ص:۷۱ حاشیہ ۲۴) تاکہ جمہور سے موافقت کرکے اختلاف سے دور رہے، اس طرح کی بہت سی مثالیں کتب احناف میں ملتی ہیں، جب جمہور کے ساتھ موافقت کی صورت میں احناف کے نظریہ پر کوئی زد نہیں آتی، بلکہ ان کا مفتیٰ بہ قول بھی گستاخ رسول کو قتل کرنے کا ہے اور علامہ شامیؒ کے حوالہ سے بیان ہوچکا ہے کہ گستاخ رسول کا قتل ہمارے مذہب کے خلاف نہیں ہے تو اس کو تعزیر کہنے یا حد کہنے سے کوئی فرق نہیں پڑتا، جب قانون بن چکا ہے تو محض اس لئے کہ احناف کے نزدیک یہ حد نہیں کہلاتا، اس کو بہانہ بنا کر قانون کی تبدیلی کا مطالبہ کرنا نری حماقت ہے۔

ساتواں اعتراض:

کہ دیگر اسلامی ممالک میں ایسی سزا نہیں ہے۔

الجواب:

اللہ تعالیٰ نے ناموس رسالت کے تحفظ کے لئے پاکستانی قوم کو توفیق دے کر ایسا قانون بنانے کی ہمت دی ہے تو یہ اس کا خاص فضل وکرم ہے کوشش یہ کرنی چاہئے کہ دیگر اسلامی ممالک کو بھی اس کا احساس پیدا ہو اور وہ بھی اپنے ممالک میں اسی جیسا قانون بنا کر ناموس رسالت کا تحفظ کریں، اس نعمت کو ضائع نہیں کرنا چاہئے بلکہ اس کو پھیلانے کی جدوجہد کرنی چاہئے، اس لئے جو لوگ، باقی اسلامی ممالک میں ایسا قانون نہ ہونے کی وجہ سے اپنے ملک کے تحفظ ناموس رسالت قانون کو تبدیل کروانے کی کوشش کررہے ہیں، ان کو اپنے اسلامی ضمیر کا ازسرنو جائزہ لینا چاہئے۔

آٹھواں اعتراض:

اس قانون کا غلط استعمال کیا جاتا ہے۔

الجواب:

یہ کوئی عقلمندی نہیں کہ مسجد سے جوتے چوری ہوتے ہیں تو مسجد ہی گرادی جائے، قانون کا غلط استعمال ہوتا ہے تو قانون ہی تبدیل کردیا جائے بلکہ عقلمندی کا تقاضا ہے کہ اس کو صحیح استعمال کرنے کا طریقہ طے کیا جائے اور غلط استعمال کو روکنے کا معقول انتظام کیا جائے۔

قادیانیوں کی شاطرانہ چال:

موجودہ دور میں انبیاء کرام علیہم السلام کے اصل گستاخ قادیانی ہیں، جن کے لیڈر مرزا غلام احمد قادیانی کی کتابیں انبیاء کرام کی گستاخیوں سے بھری ہوئی ہیں، گستاخ رسول کی سزا کے قانون کی اصل تکلیف بھی ان ہی کو ہے کہ ان کو اپنے لیڈر کی کتابیں منظر عام پر لانا دشوار ہوگیا ہے، اسی لئے جب کسی جگہ کوئی عیسائی حماقت کا مظاہرہ کرتا ہے تو یہ اپنی تمام توانائیاں اس قانون کو تبدیل کروانے میں صرف کرتے ہیں، اس لئے مسلمانوں کو ان کی شاطرانہ چالوں سے خبردار رہنا چاہئے اور سرکاری

محکموں اور میڈیا میں گھسی ہوئی کالی بھیڑوں پر خاص نظر رکھنی چاہئے۔

اب ۲۹۵سی میں تبدیلی ناموس رسالت کا استخفاف ہے:

قانون کی تیاری کے دوران اور اس کے نفاذ سے پہلے تو بحث مباحثہ کی گنجائش تھی، مگر قانون بن جانے کے بعد اب اس میں تبدیلی ناموس رسالت کا استخفاف ہے، اس لئے کہ معمولی عقل والا بھی جانتا ہے کہ اگر کسی عہدہ پر فائز کو یہ کہہ کر نچلے عہدہ پر بھیج دیا جائے کہ تو اس عہدہ کے لائق نہیں ہے تو اس میں اس کی تذلیل اور اس کا استخفاف ہے، اسی طرح جب ناموس رسالت کے تحفظ کے لئے قانون بنادیا گیا ہے تو اب اس میں نرمی کرنا یہ ظاہر کرتا ہے کہ ناموس رسالت کا مسئلہ اتنی اہمیت کا حامل نہ تھا کہ اس کی سزا قتل ہوتی تو یہ اس کی اہمیت کو گھٹانے کی مکروہ سازش ہے جبکہ مسلمان تو ناموس رسالت کی خاطر ساری دنیا قربان کرنے کو تیار ہوتا ہے، اگر قتل سے بڑھ کر کوئی سزا ہوسکتی ہے تو حکمران ایمانی غیرت کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس سزا میں اضافہ تو کریں مگر کمی کا سوچیں بھی نہیں، اس لئے کہ یہ ناموس رسالت کا استخفاف ہے اور کوئی مسلمان ناموس رسالت کا استخفاف قطعاً برداشت نہیں کرسکتا۔

آسیہ مسیح کو فی الفور سزائے موت دی جائے:

یہ آسیہ مسیح عیسائی خاتون نے سارے ملک کی فضا مکدر کردی ہے، اس کی حمایت کرنے والے انتہا پسند اور اس کی مخالفت کرنے والے آمنے سامنے آچکے ہیں اور اس کی حمایت میں انتہا پسندی کا مظاہرہ کرنے والا ایک گورنر جان سے ہاتھ بھی دھو بیٹھا ہے، اس لئے حکومت کی ذمہ داری ہے کہ آسیہ مسیح کو سزائے موت دینے میں تاخیر کرکے حالات کو مزید خراب نہ کرے، اس لئے کہ اس نے اپنی ہم مجلس عورتوں کے سامنے برملا حضور علیہ السلام کو گالیاں دیں، پھر مقامی پنچائت کے سامنے اور سیشن کورٹ میں اپنے جرم کا اعتراف کیا ہے تو وہ کسی قسم کی نرمی اور رعایت کی مستحق نہیں ہے، نام نہاد انسانی حقوق کی آڑ میں حضور علیہ السلام کی شان اقدس میں گستاخی کرنے والی خاتون کو مزید مہلت دینا سولہ کروڑ پاکستانی مسلمانوں کے جذبات سے کھیلنے والی بات ہے، مسلمانوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ ہر لحاظ سے اس قانون کی حفاظت کریں اور کسی قسم کی سستی کا مظاہرہ نہ کریں تاکہ مخالف قوتوں کو اپنے مکروہ عزائم پورا کرنے کا موقع نہ مل سکے۔

☆☆............☆☆

صوابی میں قانون ناموس رسالت کی حمایت میں مظاہرہ

صوابی.... (فیض الحق مجددی) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع صوابی کے زیر اہتمام تحفظ ناموس رسالت کے حوالہ سے مظاہرہ کیا گیا جس کی قیادت پیر طریقت، رہبر شریعت حضرت مولانا اعزاز الحق شمس شاہ منصوری صاحب قائم مقام امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع صوابی فرمارہے تھے، مظاہرے میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے اکابرین کے علاوہ جمعیت علماء اسلام کے ضلعی امیر سابقہ وزیر تعلیم مولانا فضل علی حقانی، جمعیت علماء اسلام (نظریاتی) کے صوبائی امیر شیخ القرآن مولانا خلیل احمد سابقہ (ایم این اے)، جمعیت علماء اسلام (س) کے ضلعی امیر مولانا ولی بہادر، جماعت اسلامی ضلع صوابی کے نائب امیر محمد عثمان ایڈووکیٹ، ضلعی چیئرمین صوابی قومی محاذ بابر سلیم، مسلم لیگ (ن) کے ضلعی آرگنائزنگ سیکریٹری حاجی دلدار خان، اے این پی کے ضلعی صدر خان عالم، پی پی پی شیر پاؤ کے ضلعی نائب صدر حاجی فیاض علی اور پاکستان تحریک انصاف کے شاہ ولی خان وغیرہ نے خطاب کیا۔ انہوں نے کہا کہ اگر حکومت نے ناموس رسالت کے قانون میں ترمیم کرنے کی کوشش کی تو نتائج کے ذمہ دار حکمران ہوں گے، ہم محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق ہیں، ہم حضور پاک کی شان مبارک میں کسی قسم کی گستاخی برداشت نہیں کریں گے۔ مقررین نے اراکین اسمبلی سے بھی مطالبہ کیا کہ وہ اسمبلی میں قانون توہین رسالت میں ترمیم نہ کرنے کی قرارداد پیش کریں۔ مظاہرے کے تمام کارکنان صوابی چوک میں جمع ہوکر ضلعی امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی قیادت میں مردان روڈ روانہ ہوکر لنک روڈ صوابی جہانگیرہ روڈ سے گزرتے ہوئے واپس صوابی میں جمع ہوئے اور تقریروں کا سلسلہ شروع کردیا۔ حضرت اقدس مولانا اعزاز الحق صاحب کے بیان اور دعائیہ کلمات سے یہ مظاہرہ اختتام پذیر ہوا۔ یاد رہے کہ یہ مظاہرہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام پہلا اور تاریخی مظاہرہ تھا جس میں صوابی کے تمام سیاسی و مذہبی جماعتوں کے قائدین اور کارکنوں نے بڑی گرم جوشی سے شرکت کی تھی، اس موقع پر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ضلعی ناظم اعلیٰ مفتی عابد وہاب، ضلعی ناظم قاضی عبدالصمد، ضلعی ناظم تبلیغ مولانا محمد امین دوست، ضلعی ناظم اطلاعات وتعلیمات فیضان الحق مجددی، تحصیل لاہور کے ناظم مولانا وارث، تحصیل صوابی کے امیر مولانا محمد اعجاز، تحصیل ٹوپی کے ناظم مجاہد ختم نبوت مولانا عبدالسلام اور تمام یونٹوں کے ذمہ دار اور کارکن موجود تھے۔

کیا ننگے سر رہنا سنت ہے؟

ننگے سر رہنے کی شرعی حیثیت قرآن وحدیث کی روشنی میں

مرسلہ: مولانا محمد نذر عثمانی

آخری قسط

ڈاکٹر ابو جابر عبداللہ دامانوی

(۸) امام الاحنف رحمہ اللہ کا نام احنف بن قیس بن معاویہ بن حصین التمیمی السعدی، ابو بحر ہے ان کا نام الضحاک بھی ہے اور کہا گیا ہے کہ صخر بھی ہے۔ آپ بھی مخضرم ہیں اور ثقہ ہیں اور صحاح ستہ کے راوی ہیں، ان کا اثر باب: ۱۲ حدیث ۱ میں ہے، سند صحیح ہے۔

(۹) قاضی شریح رحمہ اللہ کا نام شریح بن الحارث بن قیس الکوفی النخعی القاضی ابو امیہ ہے۔ آپ بھی مخضرم اور ثقہ ہیں، کہا جاتا ہے کہ ان کو صحبت حاصل ہے۔ آپ کا اثر دو سندوں سے ہے۔ باب ۴۳، حدیث: ۷، اور باب ۴۴ حدیث ۱۔ اثر کی دونوں سندیں صحیح ہیں۔ شریک کے اثر کی تائید امام وکیع کے اثر سے بھی ہوتی ہے۔

(۱۰) امام سالم کا نام سالم بن عبداللہ بن عمر بن الخطاب القرشی العدوی ابو عمر یا ابو عبداللہ المدنی ہے۔ فقہاء سبعہ (مدینہ کے سات مشہور فقہاء) میں سے ہیں۔ آپ ثبت، عابد اور فاضل ہیں۔ سنت اور طریقہ پر عمل پیرا ہونے میں اپنے والد عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے مشابہ تھے۔ صحاح ستہ کے راوی ہیں۔

(۱۱) امام قاسم کا نام قاسم بن محمد بن ابی بکر الصدیق التیمی ہے۔ آپ ثقہ ہیں اور فقہاء مدینہ میں سے ایک ہیں۔ امام ایوب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے ان سے افضل کسی کو نہیں دیکھا۔ صحاح ستہ کے راوی ہیں۔ ان کا ایک اثر ترمذی کے حوالہ سے گزر چکا ہے اور دوسرا اثر باب: ۴۳، حدیث: ۸، میں ہے اور سند صحیح ہے۔

(۱۲) سیدنا جبرئیل علیہ السلام کا عمامہ:

امام سعید بن جبیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ فرعون کے غرق ہونے کے دن جبرئیل علیہ السلام کے عمامہ کا رنگ کالا تھا۔ (مصنف ابن ابی شیبہ کتاب اللباس باب: ۵۰، حدیث: ۱۲) امام سعید تک سند صحیح ہے۔

مسند احمد کی ایک روایت میں سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک سوار تاتاری (ترکی) گھوڑے پر سوار ہو کر آیا اور اس کے سر پر عمامہ تھا، جس کا سرا اس کے دونوں مونڈھوں کے درمیان تھا۔ پاس میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے متعلق پوچھا۔ آپؐ نے فرمایا کہ تم نے اسے دیکھا ہے؟ وہ جبرئیل تھے۔ (۱۵۲،۱۵۰/۶) اس روایت کی سند میں ایک راوی عبداللہ بن عمر بن حفص العمری المدنی ضعیف ہے۔

ٹوپی کا بیان:

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ہم (صحابہ کرام) جو تعداد میں دس سے زیادہ تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سیدنا سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی عیادت کے لئے چل پڑے اور (غربت کی وجہ سے) ہمارا حال یہ تھا: "ما علینا نعال ولا خفاف ولا قلانس ولا قمص"... ہمارے پاس نہ تو جوتے تھے، نہ موزے، نہ ٹوپیاں اور نہ قمیص تھیں اور ہم کنکریلی زمین پر چلتے ہوئے ان تک پہنچے۔ (صحیح مسلم کتاب الجنائز باب: ۷، فی عیادة المرضیٰ: ۲۱۳۳۸)

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے ضروری اور اہم لباس یعنی جوتوں، موزوں، ٹوپیوں اور قمیصوں کا ذکر کیا ہے جو انسان کی بنیادی ضرورت ہے اور اس حدیث میں ٹوپیوں کو بھی بنیادی ضرورت میں شمار کیا گیا ہے۔ اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں ٹوپیاں بھی پہنا کرتے تھے۔

سیدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی ایک مرفوع روایت جو شہداء کی فضیلت میں ہے، ٹوپی کا ذکر آتا ہے لیکن یہ روایت ضعیف ہے کیونکہ اس کی سند میں ایک راوی ابو یزید الخولانی مجہول الحال ہے۔ قالہ علیزئی وقال فی التقریب مجہول (اضواء المصابیح: ۳۸۵۸) نیز ملاحظہ فرمائیں: انوار الصحیفہ (الضعیفہ: ۲۰۰۳)، یہ روایت ترمذی: ۱۶۴۴ اور مسند احمد: ۲۲/۱، میں ہے۔ برانس والی روایت بخاری ومسلم کے حوالے سے گزر چکی ہے۔

ٹوپی کے سلسلہ میں چند صحابہ کرامؓ اور تابعین رحمہم اللہ کے آثار ملاحظہ ہوں:

(۱) امام معتمر رحمہ اللہ اپنے والد سلیمان رحمہ اللہ سے روایت کرتے ہیں: "رأیت علی انس برنسا اصفر من خز۔"

امام سلیمان رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے سیدنا انس بن مالک رحمہ اللہ کو دیکھا کہ وہ زرد رنگ کی ٹوپی پہنے ہوئے ہیں کہ جس میں ریشم اور اون ملا

ہوا تھا۔ (صحیح بخاری کتاب اللباس باب:۱۳، البرانس:۵۸۰۲)

(۲) امام نافع بیان کرتے ہیں کہ (حج کے دوران) سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو سردی لگی تو انہوں نے فرمایا: نافع مجھ پر کوئی کپڑا ڈال دو، پس میں نے ان پر برنس (بڑی ٹوپی) ڈال دی، انہوں نے فرمایا کہ تم مجھ پر برنس ڈال رہے ہو جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے محرم کو اس کے پہننے سے منع فرمایا ہے۔ (سنن ابی داؤد کتاب المناسک، باب:۳۲ (۱۸۲۸) سند صحیح ہے۔

(۳) سیدنا عمر بن میمون رحمہ اللہ نے ایک طویل حدیث میں سیدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ پر مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کے غلام ابولولو فیروز کے حملہ کا ذکر کیا ہے، اس نے صبح کی نماز میں آپ پر حملہ کر دیا اور اس دوران دیگر تیرہ افراد کو بھی اس نے زخمی کر دیا، جن میں سے سات وفات پاگئے، مسلمانوں میں سے ایک شخص نے برنس (بڑی ٹوپی) پھینک کر اسے قابو کر لیا مگر اس نے اپنے آپ کو اپنا گلا کاٹ کر ہلاک کر دیا۔ (صحیح بخاری کتاب فضائل اصحاب النبیؐ باب قصۃ البیعۃ:۳۷۰۰)

ٹوپی کے متعلق صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے کچھ آثار مصنف ابن ابی شیبہ میں بھی موجود ہیں۔

(۴) سیدنا عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ کا اثر دو سندوں کے ساتھ آیا ہے۔ باب:۴۵، حدیث:۱، اور ۲ میں ہے: ایک اثر کی سند میں امام سفیان ثوری رحمہ اللہ ہیں، جنہوں نے عن سے اس اثر کو بیان کیا ہے جبکہ دوسرے اثر میں ابو معاویہ الضریر رحمہ اللہ بھی عن سے روایت کرتے ہیں، اس روایت میں ٹوپی کے لئے "بر طلۃ" کا لفظ استعمال ہوا ہے۔

(۵) سیدنا انس بن مالک رحمہ اللہ کا اثر باب:۴۶، حدیث:۱، میں ہے۔ اس اثر کی سند صحیح ہے۔ اس روایت میں برنس کا لفظ آیا ہے۔

(۶) قاضی شریح رحمہ اللہ کا اثر باب:۴۶، حدیث:۲، میں ہے اور سند صحیح ہے۔ اس میں بھی برنس کا لفظ ہے۔

(۷) امام سعید بن جبیر رحمہ اللہ کا اثر باب:۴۶، حدیث:۳، میں ہے اور سند صحیح ہے۔ اس روایت میں بھی برنس کا لفظ ہے۔

خلاصہ کلام:

احادیث میں عمامہ پہننے کا ذکر زیادہ آیا ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عمامہ کا رنگ سیاہ تھا اور صحابہ کرام اور تابعین کرام کے اکثر آثار میں ان کے عماموں کے رنگ بھی سیاہ ذکر کیے گئے ہیں، اور سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی ایک روایت بھی اس سلسلہ میں بیان کی گئی ہے، اور صحابہ کرام اور تابعین کرام کے بعض آثار میں ٹوپی کا ذکر بھی شامل ہے۔

ننگے سر رہنے کا جو آج کل رواج بن چکا ہے تو اس کا شرعی طور پر کوئی جواز موجود نہیں ہے۔ نیز اسلام کا کوئی حکم یا کام کسی مصلحت سے خالی نہیں ہوتا، یقیناً سر ڈھانپنے میں کوئی نہ کوئی مصلحت ضرور ہے جسے ہم نہیں سمجھتے اور سب سے بڑی اور مقدم بات یہ ہے کہ یہ ہمارے پیارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے اور سنت کی اتباع کر کے ہم جنت حاصل کر سکتے ہیں اور بس۔

بعض لوگوں کا یہ کہنا ہے کہ عرب میں عمامہ پہننے اور سر پر کپڑا رکھنے کا رواج پہلے سے چلا آرہا تھا، اس لئے اسے "سنت عرب" کہہ سکتے ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ جب اسلام آیا تو اس نے اچھے طور طریقوں کو برقرار رکھا اور غلط اور ناجائز رسومات کو ختم کر دیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عمامہ اور چادر سر پر رکھ کر اسے سنت بنا دیا اور عرب کے اس طریقہ کو برقرار رکھا۔ لہٰذا اب ہمارے لئے یہ "سنت عرب" نہیں بلکہ "سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم" بن چکی ہے اور اس سنت پر عمل پیرا ہونا ضروری ہے۔

ننگے سر نماز پڑھنے کے لئے ایک روایت سے استدلال اور اس کا جواب:

سیدنا محمد بن منکدر رحمہ اللہ بیان فرماتے ہیں کہ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے ایک تہبند میں نماز پڑھی، جس کو انہوں نے اپنی گدی پر باندھ لیا تھا اور ان کے کپڑے تپائی پر رکھے ہوئے تھے، ایک کہنے والے (عبادہ بن ولیدؒ) نے ان سے کہا کہ آپ ایک تہبند میں نماز پڑھ رہے ہیں (کپڑوں کے

یَا حَیُّ — بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — یَا قَیُّوْمُ

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ○ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ○

سیرت نبویﷺ پر عمل کی نیت سے ڈاکٹر عبدالحی عارفیؒ کی تالیف "اسوۂ رسول اکرمﷺ" کا مطالعہ بہت مفید ہے۔

خصوصی گزارش: مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ جانے والے حضرات سے حرم کعبہ اور روضۂ رسولﷺ پر حاضری کے وقت خصوصی دعا اور سلام پیش کرنے کی درخواست ہے

نیک بنو، نیکی پھیلاؤ / دعا کا طالب: ایک اللہ کا بندہ Email:Muhammadatif78692@aol.com

ہوتے ہوئے) انہوں نے فرمایا کہ میں نے یہ عمل اس لئے کیا ہے تاکہ تجھ جیسے احمق کو یہ چیز دکھاؤں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ہم میں کس کے پاس دو کپڑے ہوتے تھے۔ (صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب عقد الازار علی القفا فی الصلوٰۃ: ۳۵۲)

اس روایت میں اس بات کا جواب موجود ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے پاس کپڑوں کی شدید کمی تھی اور صحابہ کرامؓ کو مشکل سے ایک تہبند ہی میسر آتا تھا جس میں وہ نماز پڑھتے تھے۔

سیّدنا سہل بن سعد الساعدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ صحابہ کرامؓ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھتے تھے اور اپنی ازاریں اپنی گردنوں پر باندھے ہوئے ہوتے تھے اور عورتوں سے کہا جاتا کہ تم (نماز میں) اپنا سر (سجدہ سے) اس وقت تک نہ اٹھاؤ جب تک کہ مرد سیدھے ہوکر بیٹھ نہ جائیں۔ (بخاری: ۳۶۲) جلدی سر اٹھانے میں یہ احتمال تھا کہ کسی مرد کی شرمگاہ پر نگاہ نہ پڑ جائے، اس لئے عورتیں مردوں کے بعد سجدہ سے اٹھیں، اس سے ثابت ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں کپڑوں کی کس قدر شدید کمی تھی، جس کی وجہ سے یہ احتیاطی تدبیر اختیار کی گئی تھی۔

سیّدنا مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ جب غزوۂ احد میں شہید ہوگئے تو ان کی چادر اس قدر چھوٹی تھی کہ اگر سر کو ڈھانپا جاتا تو پاؤں کھل جاتے اور پاؤں ڈھانپے جاتے تو سر کھل جاتا۔ (صحیح بخاری: ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۴۰۴۵، مشکوٰۃ: ۷۷۰) پھر جب فتوحات کا سلسلہ شروع ہوا اور غربت دور ہونے لگی تو ایک سے زائد کپڑوں میں صحابہ کرام نماز پڑھنے لگے۔

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کھڑے ہوکر پوچھا کہ ایک کپڑے میں نماز پڑھنا کیسا ہے؟ پس آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بھلا کیا تم میں سے ہر شخص کو دو کپڑے مل سکتے ہیں؟ پھر ایک شخص نے یہی مسئلہ سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے پوچھا، انہوں نے ارشاد فرمایا: جب اللہ تعالیٰ نے تمہیں وسعت وفراخی عطا فرمائی ہے تو تم بھی وسعت کو اختیار کرو، آدمی کو چاہئے کہ وہ اپنے کپڑے اپنے اوپر جمع کرے، لہٰذا تم میں سے کوئی شخص تہبند اور چادر میں نماز پڑھے، کوئی تہبند اور قمیص میں، کوئی تہبند اور شیروانی میں، کوئی پاجامے (شلوار) اور چادر میں، کوئی قمیص اور پاجامے (شلوار) میں، کوئی پاجامے اور شیروانی میں، کوئی جانگیا (لنگوٹی) اور شیروانی میں، کوئی جانگیا (لنگوٹی) اور قمیص میں نماز ادا کرے۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں سمجھتا ہوں کہ انہوں نے یہ بھی فرمایا کہ کوئی لنگوٹی اور چادر میں بھی نماز ادا کرے۔ (صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب الصلوٰۃ فی القمیص والسراویل والتبان والقباء ۳۶۵)

اس حدیث میں دو کپڑوں سے جسم کے دو کپڑے مراد ہیں، جیسے قمیص اور شلوار یا پاجامہ، اور یہاں سر کے کپڑوں کا ذکر نہیں کیا گیا ہے، جب کہ عمامہ اور ٹوپی کا ذکر دوسری احادیث میں آیا ہے، جیسا کہ موزوں یا جرابوں کا ذکر بھی اس حدیث میں موجود نہیں ہے، جس حدیث میں ایک کپڑے میں نماز ادا کرنے کا ذکر ہے اس میں بھی سر کے متعلق کوئی وضاحت نہیں ہے کہ آیا سر پر کوئی چیز موجود تھی یا نہیں اور اگر یہ سمجھ بھی لیا جائے کہ سر پر واقعی کچھ موجود نہ تھا تو یہ ایک اضطراری حالت ہوسکتی ہے، کیونکہ اس وقت کپڑوں کی قلت تھی، لیکن جب اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو وسعت و فراخی عنایت فرمائی تو پھر انہوں نے عمامے اور ٹوپیوں کا استعمال بھی کیا جیسا کہ دوسری احادیث میں اس کی وضاحت موجود ہے، وہ لوگ جو ایک کپڑے میں نماز ادا کرنے والی حدیث پر اصرار کرتے ہیں لیکن مجھے آج تک ان میں کوئی ایک شخص بھی ایسا نہیں ملا جو ایک کپڑا پہن کر نماز ادا کرتا ہو!! اور جب آج یہ بات ممکن نہیں ہے تو پھر ایسی حدیث پر اصرار کیا معنی رکھتا ہے؟ کیونکہ ایک کپڑے میں نماز ادا کرنا اس دور کے حالات کی وجہ سے تھا جب کہ آج ایسے حالات موجود نہیں ہیں۔ اذ لیس فلیس۔

اس موضوع پر الاستاذی علامہ سیّد محب اللہ شاہ راشدی رحمہ اللہ نے ایک رسالہ ''نماز میں سر ڈھانپنے کا مسئلہ'' تحریر فرمایا ہے، جس کا مطالعہ طلباء علم کے لئے ضروری ہے۔ یہ کتابچہ (ادارہ اشاعت قرآن و حدیث پاکستان، کراچی) نے شائع کیا ہے۔

ھذا ماعندی واللہ اعلم بالصواب

دعائے مغفرت

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع گوجرانوالہ کے عہدیداروں مولانا محمد اشرف مجددی، مولانا قاری منیر احمد قادری، الحاج قاری محمد یوسف عثمانی، مولانا محمد عارف شامی، قاری عبدالغفور آرائیں، حافظ محمد ثاقب نے جامعہ اشرفیہ لاہور کے شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالرحمٰن اشرفیؒ، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے دیرینہ کارکنوں شبیر احمد گوریلا اور نثار احمد قیصر کے والد محترم اور تاجر راہنما ضلعی امن کمیٹی میاں فضل الرحمٰن چغتائی کی والدہ کے انتقال پر گہرے رنج وغم کا اظہار کیا ہے اور دعائے مغفرت کی ہے۔

قانون کو ہاتھ میں لینے کا جواز

ظفر اعوان ایڈووکیٹ

قانون کو ہاتھ میں نہ لینے کو ایک جامد اور مجرد اصول قرار نہیں دیا جاسکتا، خود تعزیرات پاکستان میں ایسی مستثنیات موجود ہیں، جو مخصوص حالات میں قانون کو ہاتھ میں لینے کا جواز مہیا کردیتی ہیں، لیکن بفرض محال یہ تسلیم بھی کرلیا جائے کہ قانون کو کسی بھی صورت میں ہاتھ میں نہیں لیا جاسکتا تو اس صورت میں یہ فرض کرنا، بلکہ ماننا بھی لازم آتا ہے کہ قانون اپنی پوری قوت، ہیبت اور اثر کے ساتھ موجود ہے اور جس طرح بجلی کی ننگی تار کو چھونے سے فی الفور اس کی موجودگی کا احساس ہوتا ہے، اسی طرح، ہمہ وقت اور ہر جگہ، ہر شخص کو اس کی موجودگی کا احساس ہو، اس کا کی قانون کی کتاب میں موجودگی اسی طرح بے معنی ہے جس طرح بجلی کا پاور ہاؤس میں موجود ہونا، لیکن تاروں میں موجود نہ ہونا۔

مذکورہ بالا تمہید کی ضرورت اس لئے پیش آئی کہ سلمان تاثیر کے قتل کے بعد کچھ لوگ یہ درس دیتے ہوئے نہیں تھکتے کہ قانون کو ہاتھ میں نہیں لینا چاہئے، یہ رجحان معاشرے کے لئے خطرناک ہے۔ قانون کو ہاتھ میں لینے کے رویئے کی کوئی بھی سنجیدہ شخص حمایت نہیں کرسکتا، لیکن ہاتھ میں اسی چیز کو لیا جاسکتا ہے جو موجود ہو، قانون کو محسوس اور موجود ہونا چاہئے۔ انارکی قانون کے نہ ہونے سے پھیلتی ہے، کسی فرد یا چند افراد کے قانون کو ہاتھ میں لینے سے نہیں، بلکہ قانون اپنی پوری ہیبت، قوت اور اثر سے یعنی قوت قاہرہ سے بالفعل موجود ہو تو ایسے واقعات معاشرے کا تاروپود نہیں بکھیر سکتے، بلکہ عبرتناک سزاؤں کے ذریعے معاشرے کی بقا اور استحکام کا سبب بنتے ہیں۔ قانون کو ہاتھ میں لینے کے رجحان (جس کے کم از کم پاکستان میں مخصوص اسباب ہیں) سے لاقانونیت اور قانون کا احترام نہ کرنے کا رجحان (جو نام نہاد طبقہ خواص میں بہت زیادہ عام ہے) زیادہ خطرناک ہے۔

ممتاز قادری کا اقدام جرم تھا یا فرض؟ اس بحث میں پڑے بغیر قانون کی موجودگی کے پہلو کی طرف آیئے۔

اس وقت آئین اور قانون کہاں تھے، جب آئین پاکستان اور نظریہ پاکستان کی حفاظت کا حلف اٹھانے والے صدر، گورنر پنجاب کو شیخوپورہ جیل کا دورہ کرنے اور سزائے موت پانے والی مسیحی خاتون آسیہ سے ملاقات کرکے رحم کی اپیل حاصل کرنے کی ہدایت دے رہے تھے؟ آئین کی کون سی شق اور کون سا قانون انہیں اس بات کی اجازت دیتا تھا؟ کیا یہ براہ راست توہین عدالت نہیں تھی؟

وہ کون سا قانون، کون سا ضابطہ اخلاق تھا جس کے تحت مسٹر سلمان تاثیر نے شیخوپورہ جیل کے اندر پریس کانفرنس سجائی اور آسیہ مسیح کی سزا کو سخت اور ظالمانہ قرار دیا اور جس قانون کے تحت آسیہ مسیح کو سزا ہوئی تھی، اسے کالا قانون قرار دیا؟ ایک آئینی عہدیدار کی ان خرافات کا کسی نے بھی نوٹس لیا؟ آرٹیکل ۲۴۸ تو کسی بھی صورت میں مزاحم نہ ہوسکتا تھا، اس لئے کہ یہ فرائض منصبی کی ادائیگی نہیں، بلکہ سراسر غیر آئینی اور غیر قانونی فعل تھا، جب مسٹر سلمان تاثیر نے یہ سب کچھ کیا تو آئین کیوں نہ حرکت میں آیا؟ قانون توہین عدالت کو کیا ہوگیا تھا؟ آئین اور قانون کے ساتھ اس مذاق پر چپ کیوں سادھ لی گئی؟

قانون اس وقت حرکت میں کیوں نہ آیا جب توہین رسالت قانون میں ترمیم کے لئے (جسے عمل درآمد کے طریق کار میں اصلاحات کا پُرفریب نام دیا جارہا تھا) قائم کردہ کمیٹی کی طرف سے پیپلز پارٹی کی رکن اسمبلی شیری رحمن نے بطور "Inchargemember" پرائیویٹ ممبر بل قومی اسمبلی میں پیش کردیا، کیا آرٹیکل ۹۲ کی اس خلاف ورزی پر اسپیکر یا کسی دیگر نے کوئی نوٹس لیا؟ قانون اس وقت حرکت میں کیوں نہ آیا، جب بل میں شیری رحمن نے یہ کہا کہ قانون توہین رسالت "Lawmaden" ہے؟

قانون اس وقت کہاں تھا جب وفاقی وزیر تعلیم (یا جہالت؟) توہین رسالت ایکٹ کو انسان کا بنایا ہوا اور نامکمل قانون قرار دے رہے تھے؟

کیا قانون اس وقت نشے کی حالت میں تھا جب سپریم کورٹ بار ایسوسی ایشن کی موجودہ صدر عاصمہ جہانگیر لندن میں ایک تقریب سے خطاب کرتے ہوئے کہہ رہی تھیں کہ پاکستان میں توہین رسالت قانون کا غلط استعمال ہو رہا ہے، پاکستان میں سزائے موت کا خاتمہ کیا جائے اور ایسے مقدمات کی سماعت ہائی کورٹ میں ہونی چاہئے۔

قانون اس وقت کہاں تھا جب دی نیوز کا ایک کالم نگار جو چکوال سے مسلم لیگ (ن) کا ایم این اے بھی ہے ''توہین رسالت کے قوانین کیوں دکھائی نہیں دیتے'' کے عنوان سے یوں لب کشائی فرما رہا تھا:

''ہم نے اس خود ساختہ نعرے کو سینے سے لگا رکھا ہے کہ پاکستان اسلام کا قلعہ ہے۔ ساتھ ہی اس خود فریبی کا شکار ہیں کہ پاکستان ایک خاص مقصد کے لئے تخلیق کیا گیا تھا تاکہ خدائی مشن کی تکمیل ہو سکے۔ میرا یہ کہنا مذاق نہیں، انتہائی سنجیدہ لوگوں کو بھی اس سوچ کا اظہار کرتے ہوئے دیکھا جا سکتا ہے۔ بظاہر سنجیدہ اور معقول دکھائی دینے والے آرمی چیف جنرل کیانی نے بھی ایک موقع پر اعلان کیا کہ پاکستان اسلام کا قلعہ ہے، اگر پاکستان واقعی اسلام کا قلعہ ہے تو پھر مجھے کہنا پڑے گا کہ اسلام درحقیقت سخت خطرات کی زد میں ہے۔''

یا جب وہ یہ کہہ رہا تھا کہ: ''تحریک پاکستان کی مخالفت اور قائد اعظم پر کڑی تنقید کرنے والے علماء نے ۱۹۴۷ء کے بعد ایک فقید المثال یوٹرن لیا، وہ اچانک ہی نظریہ پاکستان کے نگران بن گئے، وہ جنہیں بدفطرت قرار دینے کی ضرورت تھی، وہ پاکستان نام کے اس مندر کے سب سے بڑے پیشوا بن گئے.... نظریہ پاکستان ایک فریب سے زیادہ کچھ نہ تھا، بظاہر یہ عوامی لیگ کے چھ نکاتی ایجنڈے کا جواب تھا مگر درحقیقت مغربی پاکستان کی سیاسی اشرافیہ بشمول جاگیردار، جنرل اور بیوروکریسی کی اس سوچ کا آئینہ دار تھا، جس کا اظہار ۱۹۷۴ء کے فوراً بعد ہی انہوں نے کر دیا تھا.... ۱۹۸۴ء کا آرڈی نینس جس کے تحت کسی احمدی کو اپنے آپ کو مسلمان کہنے کو جرم قرار دیا گیا تھا، ضرورت ہے کہ ہم اسے اپنی قانون کی کتابوں سے مٹا دیں، کچھ احتجاج ہوں گے مگر یہ صرف توقع ہے۔ یہ اچھا اقدام ہمیں احمدیوں کے لئے نہیں، بلکہ خود اپنی خاطر کرنا چاہئے، ایسے قوانین بنانے والوں کی قدر و قیمت کم ہو جاتی ہے، جنرل ضیاء نے ۱۹۸۴ء میں چار حدود قوانین منظور کئے تھے مگر ان سے بھی کوئی اچھا نتیجہ برآمد نہیں ہوا، ان قوانین نے ملک میں شرپسندی پھیلائی ہے، رشوت کے ریٹ بڑھائے ہیں۔ یہ مناسب وقت ہے کہ اس قسم کے بُرے قوانین کو ختم کیا جائے۔''

قانون نے تو ایسے دریدہ دہن یا زبان دراز کا کچھ نہ بگاڑا، کیا نواز شریف نے بھی ایسے دشمن اسلام کو پارٹی سے نکال باہر کرنے کی ہمت کی؟

آئین اور قانون کی بے حسی، بے عملی، خاموشی اور ٹک ٹک دیدم دم نہ کشیدم کی یہ محض چند مثالیں ہیں۔ اگر پاکستان کے بنیادی نظریے، آئین پاکستان، دین اور مذہب اور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی تضحیک اور علانیہ مخالفت پہ آئین اور قانون حرکت میں نہ آئے تو اس آئین اور اس کے تحت بنائے گئے قوانین کو یہ حق کس نے دیا کہ وہ عمل درآمد، تابع داری اور احترام کا مطالبہ کریں اور ایک اور بڑا سوال یہ ہے کہ اگر آرٹیکل ۶۲ اور ۶۳ کے مطابق منتخب ہونے والے اور اپنے عہدے کا حلف اٹھانے والے اتنا بھی نہیں جانتے کہ قانون توہین رسالت جس پر چودہ صدیوں سے عمل ہو رہا ہے، ضیاء الحق کا بنایا ہوا نہیں، اللہ اور رسول کا قانون ہے تو ایسے جاہل اور بے دین ہمارے سروں پر کیسے مسلط ہیں؟

ایک اور سوال جو قانون پر عمل درآمد اور اس کے احترام کے تناظر میں بہت اہم ہے، وہ یہ ہے کہ کیا گزشتہ چودہ سو سال میں ایک بھی ایسی مثال ملتی ہے کہ توہین رسالت کا ارتکاب کرنے والے کے خلاف کسی عدالت، قاضی یا جج کے پاس مقدمہ درج کرایا گیا ہو؟ اس نے شہادتیں قلم بند کی ہوں اور پھر کسی شاتم رسول کو سزا دی ہو؟ ایسا کیوں نہیں؟ جواب سیدھا سادا ہے! امت مسلمہ کا ہر فرد ایسی کسی صورت حال میں مستغیث بھی ہے، شاہد بھی ہے، منصف اور قاضی بھی اور اس پر عمل درآمد کرنے والا بھی اور یہ اس لئے ہے کہ ایسی عبرت ناک اور برموقع اور بروقت سزا کے بعد، پھر صدیوں تک اس قبیح اور ناقابل معافی جرم کے ارتکاب کا امکان نہیں رہتا۔ ذرا غور فرمائیے! ایک ممتاز قادری کے اقدام سے گز گز بھر لمبی اور بے قابو زبانوں کو کیسی لگام لگی؟ اور جب بتوں نے رنج دیا تو کس طرح خدا یاد آیا؟ شیری صاحبہ فرمانے لگیں ''میں حرمت رسول پر جان دینے کو تیار ہوں'' عبدالرحمن ملک کہنے لگے: ''میرے سامنے کوئی توہین کرے تو میں اسے گولی مار دوں۔'' زرداری اور گیلانی چیخنے لگے کبھی نہیں کریں گے ترمیم۔

آخر میں قانون کو ہاتھ میں نہ لینے کا اپدیش دینے والے صرف ایک بات اچھی طرح سن لیں اور سمجھ بھی لیں، جو یہ ہے کہ تعزیرات پاکستان کی دفعہ ۲۹۵ سی سارے آئین اور اس کے تحت تمام قوانین کو "Rideover" کرتی ہے، یہ دفعہ اپنی اصلیت اور اہمیت کے اعتبار سے مافوق آئین اور مافوق قوانین ہے۔

(روزنامہ اسلام کراچی ۲۱ فروری ۲۰۱۱)

مولانا مجاہد مختار

قادیانی دجل وفریب

پختون آباد کراچی میں قادیانیوں نے گزشتہ دنوں ایک پمفلٹ خفیہ طور پر تقسیم کیا، جس کی ایک کاپی کسی ساتھی نے دفتر ختم نبوت کراچی میں پہنچائی۔ مولانا مجاہد مختار مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے اس گمراہ کن پمفلٹ کا جواب تحریر کیا، ملاحظہ فرمائیں:

پختون آباد کراچی میں قادیانیوں نے اپنا لٹریچر خفیہ طور پر پھیلانے کا سلسلہ شروع کیا تو ایک صاحب نے اس میں سے ایک پمفلٹ دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی میں پہنچایا، جس کا عنوان ہے: ''وفات مسیح اور بزرگان و علماء امت'' اس پمفلٹ میں قادیانیوں نے اپنے جھوٹے پیشوا کی عادت کے مطابق خوب دجل وفریب اور تلبیس سے کام لیا ہے اور اسلامی تعلیمات سے ناواقف مسلمانوں کو گمراہ کرنے کے لئے حقائق کو توڑ مروڑ کر بیان کیا ہے، یہاں تک کہ قرآن وحدیث میں تحریف وتبدل سے بھی گریز نہیں کیا۔ علاوہ ازیں تمام صحابہ کرامؓ کی ذات پر بہتان باندھا اور دیگر بزرگان دین کو بھی نہیں بخشا۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے امیر مولانا محمد اعجاز مصطفی نے بندہ کو حکم دیا کہ اس کا جواب لکھوں، لہٰذا اللہ رب العزت کے نام سے شروع کرتا ہوں، دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حق بات پیش کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور قادیانیوں کے گمراہ کن پروپیگنڈے سے مسلمانوں کے دین و ایمان کی حفاظت فرمائے۔ آمین۔

اس پمفلٹ میں سب سے پہلے جو بات لکھی گئی ہے وہ یہ ہے کہ: ''ہر انسان طبعی عمر پا کر فوت ہوجاتا ہے اور عیسیٰ علیہ السلام بھی اسی طرح وفات پاگئے ہیں۔ ان کی وفات کو بعض لوگوں نے متنازع بنادیا ہے، چنانچہ وہ لوگ کہتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام دو ہزار سال سے زندہ آسمان پر موجود ہیں، حالانکہ قرآن وحدیث سے ثابت ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام اپنی طبعی عمر پا کر وفات پاچکے ہیں۔''

جواب... پہلی بات یہ ہے کہ یہ بات قادیانیت کے بانی مرزا غلام احمد قادیانی کے نزدیک بھی صحیح نہیں کہ ''ہر انسان اپنی طبعی عمر پوری کر کے فوت ہوجاتا ہے۔'' چنانچہ مرزا قادیانی اپنی کتاب ''نورالحق'' میں لکھتا ہے:

''ھذا ھو موسیٰ فتی اللّٰہ الذی اشار اللّٰہ فی کتابہ الی حیاتہ وفرض علینا ان نومن بانہ کما فی السماء ولم یمت ولیس من المیتین۔''

(نورالحق ص:۵۰، روحانی خزائن:۶۹، ج:۸)

اسی طرح حمامۃ البشریٰ ص:۳۵، خزائن صفحہ ۲۲۱، ج:۷ میں بھی مرزا قادیانی نے حیات موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں لکھا ہے۔ گویا مرزا غلام احمد قادیانی نے ایک نیا شوشہ چھوڑا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام زندہ آسمان پر موجود ہیں، وہ اپنی طبعی عمر پا کر فوت نہیں ہوئے، تو قادیانی کس منہ سے کہتے ہیں کہ ''ہر انسان اپنی طبعی عمر پا کر فوت ہوجاتا ہے'' حالانکہ ان کا نبی ومجدد اور مسیح کہتا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام اپنی طبعی عمر پا کر فوت نہیں ہوئے، وہ زندہ ہیں۔ بڑا تعجب ہے کہ قادیانیوں کے نزدیک موسیٰ علیہ السلام تو زندہ آسمان پر موجود ہوسکتے ہیں، لیکن حضرت عیسیٰ علیہ السلام نہیں ہوسکتے؟

مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ موجود ہیں اور قرب قیامت زمین پر نازل ہوں گے، اس پر قرآن مجید کی متعدد آیات اور احادیث صحیحہ مرفوعہ موجود ہیں۔ عین ممکن ہے کہ جب قادیانیوں کے سامنے نورالحق کی یہ عبارت پیش ہوگی تو فوراً کہیں گے کہ مرزا قادیانی نے یہاں پر موسیٰ علیہ السلام کی حیات روحانی مراد لی ہے، یہ کہہ کر جان چھڑانے کی کوشش کریں گے، حالانکہ روحانی حیات مراد نہیں لے سکتے، کیونکہ موسیٰ علیہ السلام کی روحانی موت کا تو دنیا میں کوئی بھی قائل نہیں، علاوہ ازیں نورالحق میں اسی جگہ چند سطروں کے بعد مرزا قادیانی لکھتا ہے:

''ولا تجد مثل ھذہ الآیات فی شان عیسیٰ۔''

مرزا قادیانی نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے تقابل کیا ہے۔ مرزا کا یہ تقابل تو تبھی درست ہوگا جبکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی جسمانی حیات اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی جسمانی موت مراد لی جائے۔ اب اگر مرزا کا تقابل

اور مرزائیوں کی تاویل دونوں باتیں مانی جائیں تو اس عبارت سے عیسیٰ علیہ السلام کی روحانی موت کا اقرار کرنا پڑے گا جو کہ کفر ہے، اب مرزائی خود فیصلہ کرلیں کہ دونوں میں سے کون سچا ہے؟ لہٰذا ان کا یہ کہنا کہ: ''عیسیٰ علیہ السلام اپنی طبعی عمر پا کر وفات پا چکے ہیں'' بالکل باطل، بے بنیاد اور حقائق سے انحراف ہے۔

دوسری بات یہ لکھی ہے کہ: ''عیسیٰ علیہ السلام وہ واحد وجود ہیں کہ جن کی وفات کو بعض لوگوں نے متنازعہ بنادیا ہے۔''

جواب... یہ بات سراسر جھوٹ اور دجل ہے، کیونکہ چودہ سو سال سے مسلمانوں کا یہ عقیدہ چلا آرہا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ آسمان پر اٹھائے گئے ہیں اور قرب قیامت میں نازل ہوکر دجال کو قتل کریں گے۔ اب مرزائیوں کا چودہ سو سال کے لوگوں کو ''بعض'' کہنا اور قادیانیوں اور نیچریوں کو ''اکثر'' کہنا یہ سراسر بددیانتی ہے، لیجئے ہم مرزا قادیانی کا حوالہ درج کرتے ہیں، چنانچہ وہ لکھتا ہے:

''اے حضرات مولوی صاحبان! جب کہ عام طور پر قرآن شریف سے مسیح کی وفات ثابت ہوتی ہے اور ابتدا سے آج تک بعض اقوال صحابہ اور مفسرین بھی اس کو مانتے ہی چلے آئے ہیں، تو اب آپ لوگ ناحق کی ضد کیوں کرتے ہیں۔''

(ازالہ اوہام ص:۳۶۹، خزائن ص:۳۵۱ ج:۳)

ذرا غور کریں کہ مرزا غلام احمد قادیانی کہہ رہا ہے کہ: ''بعض اقوال صحابہ و مفسرین بھی اس کو مانتے چلے آئے ہیں۔'' مطلب یہ کہ بعض تو وفات کو مانتے چلے آئے ہیں لیکن اکثر حیات عیسیٰ علیہ السلام کو مانتے تھے۔ باقی، امرزا قادیانی کا یہ کہنا کہ: ''قرآن شریف سے مسیح کی وفات ثابت ہے۔'' یہ بھی کذب وافتراء ہے مرزا قادیانی اور اس کی ذریت قرآنی آیات و مفہوم کو بگاڑ کر اپنا مطلب نکالنے کی ناکام کوشش کرتے ہیں۔

مرزائیوں کا دعویٰ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کی وفات قرآن و حدیث سے ثابت ہے، ہمارا قادیانیوں سے سوال ہے کہ تم نے (عسل مصفی، ص:۱۶۴، ۱۶۵ مصنف خدا بخش مرزائی تصدیق شدہ مرزا غلام احمد قادیانی میں) جو تیرہ سو سال کے مجددین کی فہرست شائع کی ہے، ان مجددین میں سے کسی ایک مجدد کی تفسیر قرآن اپنے دعویٰ میں پیش کریں۔ انشاء اللہ قیامت تک پیش نہیں کرسکیں گے۔

قارئین کرام! واضح ہو کہ ان تمام مجددین کا عقیدہ حیات عیسیٰ علیہ السلام کا تھا اور یہ تمام حضرات نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی مانتے، سمجھتے اور لکھتے تھے اور ان کا ایمان ویقین تھا کہ نبوت حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر ختم ہوگئی ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ موجود ہیں اور قرب قیامت میں زمین پر نازل ہوں گے، یہ تو تھی قرآن و تفسیر کی بات۔

اب ذرا ذخیرہ احادیث میں سے کوئی حدیث وفات عیسیٰ علیہ السلام پر یا اگر ہمت ہے تو بخاری شریف میں وفات عیسیٰ علیہ السلام کا باب دکھادیں؟ تمام مرزائی اگر ایڑی چوٹی کا زور لگائیں تو تب بھی کتب احادیث میں سے کسی ایک کتاب میں بھی نہیں دکھا سکتے، جب کہ تیرہ صدیوں کے مجددین کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں اور ان کی تفاسیر اور تراجم اسی بات کی غمازی کررہے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام احادیث صریحہ بزبان حال یہ پکار رہی ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں، قرب قیامت میں نازل ہوں گے.... تو پھر مرزائی کس منہ سے کہتے ہیں کہ قرآن و حدیث سے وفات عیسیٰ علیہ السلام ثابت ہے؟؟

اب ملاحظہ فرمائیں کہ قادیانی کس طرح قرآن مجید میں تحریف کرکے کہتے ہیں کہ قرآن میں ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہوگئے ہیں۔ چنانچہ قادیانی لٹریچر کا جو پمفلٹ اس وقت میرے سامنے ہے اس میں پہلی آیت وفات مسیح پر دلیل کے طور پر یہ پیش کی گئی ہے: ''اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں حضرت عیسیٰ کے قول کو نقل کرتے ہوئے فرماتا ہے:

''وكنت عليهم شهيدا ما دمت فيهم فلما توفيتني كنت انت الرقيب عليهم وانت على كل شيء شهيد۔'' (المائدہ:۱۱۸)

ترجمہ: ''اور میں ان پر نگران تھا جب تک میں ان میں موجود رہا، پس جب تو نے مجھے وفات دے دی تو تو ہی ان پر نگران تھا۔''

عام مسلمانوں کو دھوکا دینے کے لئے قادیانیوں نے دجل وفریب سے کام لے کر آیت کا ترجمہ غلط، چودہ صدیوں کے مفسرین سے الگ اپنی منشا کے مطابق کیا ہے۔ سوال یہ ہے کہ: ''جب تو نے مجھے وفات دے دی'' یہ کن الفاظ کا ترجمہ ہے؟ ذرا ثابت تو کریں؟ اگر کہو گے کہ توفیتنی کا تو اس کا جواب یہ ہے کہ دنیا جہان کے کسی بھی معتبر مفسر نے اس کا معنی وفات اور موت نہیں کیا، نہ لغت سے ثابت ہے اور نہ ہی کسی بھی معتبر مفسر نے اس آیت سے وفات عیسیٰ علیہ السلام پر استدلال کیا ہے۔

مندرجہ بالا آیت کی تفسیر کے ذیل میں مرزائی لکھتے ہیں: ''اس آیت سے قبل یہ مضمون چل رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے قیامت کے دن یہ سوال کرے گا کہ کیا تو نے اپنی قوم کو شرک کی تعلیم دی تھی، اس پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام جواب دیں گے کہ اے خدا میں نے تو ان کو توحید کی تعلیم دی اور جب تک میں اپنی قوم میں موجود رہا، میں ان کی نگرانی کرتا رہا اور مجھے ان کے بگڑ جانے کا علم نہیں،

پس اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام آج تک آسمان پر زندہ موجود ہیں اور آخری زمانہ میں دنیا میں آکر عیسائی قوم کے بگڑ جانے سے آگاہ ہو جائیں گے تو پھر قیامت کے دن خدا کے حضور یہ جواب دینا کہ مجھے ان کے بگڑ جانے کا علم نہیں درست نہیں ٹھہرتا۔"

مرزائیوں کی مذکورہ تفسیر سے عام مسلمان اور تفسیر قرآن سے ناآشنا لوگ تو متاثر ہو سکتے ہیں لیکن اہل علم اور صاحب وحی کی منشا کو سمجھنے والوں کے نزدیک اس بودے استدلال کی حیثیت کچھ بھی نہیں ہے۔

جواب ۱:...... آیت مذکورہ میں "توفیتنی" کے معنی وفات اور موت نہیں، بلکہ رفع اور قبض کے معنی ہیں اور تمام مفسرین و مجددین نے اس آیت: "وکنت علیھم شھیداً مادمت فیھم فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیھم ...... الخ" کے یہی معنی کیے ہیں۔ ذخیرہ حدیث وتفسیر میں کسی بھی معتبر مفسر یا محدث کا قول نہیں ملتا کہ یہ آیت وفات مسیح پر دال ہے، اگر کسی بھی معتبر مفسر نے اس آیت میں "توفی" سے مراد موت لی ہے تو پیش کریں۔

ھاتوا برھانکم ان کنتم صادقین۔

جواب ۲:...... یہ بھی جان لیں کہ اس آیت میں تقابل موت اور حیات کا نہیں بلکہ صرف موجودگی اور عدم موجودگی کا ہے، جس پر "مادمت فیھم" کے الفاظ صراحتاً دال ہیں، دیکھیں "مادمت حیا" نہیں فرمایا بلکہ "مادمت فیھم" فرمایا تو معلوم ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زمانہ موجودگی میں تو امت کے نگران اور عدم موجودگی کے زمانہ کے وہ ذمہ دار نہیں اور یہ الفاظ خود اس بات کی طرف اشارہ کر رہے ہیں کہ کوئی زمانہ ایسا بھی ہو جس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ رہنے کے باوجود اپنی امت کے درمیان موجود نہ ہوں، چنانچہ ہمارے نزدیک یہ زمانہ ان کے آسمان کی طرف اٹھا لیے جانے کے بعد کا ہے۔

جواب ۳:...... باقی مرزائیوں کا یہ کہنا کہ: "عیسیٰ علیہ السلام دنیا میں آکر عیسائی قوم کے بگڑ جانے سے آگاہ ہو جائیں گے پھر خدا کے حضور ان کے بگڑ جانے کے متعلق عیسیٰ علیہ السلام کا یہ کہنا کہ مجھے ان کے بگڑ جانے کا علم نہیں۔"

یہ بھی مرزائیوں کا ایک دھوکا اور قرآن مجید میں ایک بڑی تحریف ہے، اچھی طرح سمجھ لینا چاہئے کہ قیامت کے دن حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ان کی امت کے احوال کے علم ہونے یا نہ ہونے کا سوال نہ ہوگا بلکہ اس بات کا سوال ہوگا کہ کیا انہوں نے اپنی امت کو اللہ کے سوا اپنے اور اپنی ماں کو معبود بنانے کا حکم دیا تھا؟ یاد رکھئے کہ یہاں پر قول کی نفی کی گئی ہے علم کی نہیں، قادیانیوں کا یہ کہنا کہ اس آیت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے علم کا سوال ہوگا اور وہ لاعلمی کا اظہار کریں گے، یہ سب فریب، جھوٹ اور کھلا دجل ہے۔

ملاحظہ ہو کہ قرآن مجید میں اسی بات کا تذکرہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام قول کی نفی کریں گے نہ کہ اظہار لاعلمی۔ چنانچہ قرآن پاک میں ہے:

"واذ قال اللّٰہ یا عیسیٰ ابن مریم أنت قلت للناس اتخذونی وامی الٰھین من دون اللّٰہ قال سبحانک مادون لی ان اکون ما لیس لی بحق ان کنت قلتہ فقد علمتہ تعلم ما فی نفسی ولا اعلم مافی نفسک انک انت علام الغیوب، ماقلت لھم الا ما امرتنی بہ ان اعبدواللّٰہ ربی وربکم وکنت علیھم شھیدا مادمت فیھم فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیھم وانت علی کل شیء شھید۔"

(المائدہ:۱۱۷،۱۱۸)

ترجمہ: "اور جب کہے گا اللہ: اے عیسیٰ مریم کے بیٹے! تو نے کہا لوگوں کو کہ ٹھہرا لو مجھ کو اور میری ماں کو دو معبود سوا اللہ کے، کہا تو پاک ہے مجھ کو لائق نہیں کہ کہوں ایسی بات جس کا مجھ کو حق نہیں، اگر میں نے یہ کہا ہوگا تو تجھ کو ضرور معلوم ہوگا تو جانتا ہے جو میرے جی میں ہے اور میں نہیں جانتا جو تیرے جی میں ہے، بے شک تو ہی جاننے والا چھپی باتوں کا میں نے کچھ نہیں کہا ان کو مگر جو تو نے حکم کیا کہ بندگی کرو اللہ کی جو رب ہے میرا اور تمہارا اور میں ان سے خبردار تھا جب تک میں ان میں رہا، پھر جب تو نے مجھ کو اٹھا لیا تو تو ہی تھا خبر رکھنے والا ان کی اور تو ہر چیز سے خبردار ہے۔"

اس آیت سے ہرگز یہ معلوم نہیں ہوتا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنی قوم کی حالت سے لاعلمی کا اظہار کر رہے ہیں اور درمیان آیت میں جو عدم علم کی بات آگئی ہے، وہ اللہ تعالیٰ کے علم کے سامنے اپنی ذات کی لاعلمی ظاہر کرنا ہے جیسا کہ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام سے جب ان کی امتوں کے بارے میں پوچھا جائے گا کہ انہوں نے تم کو کیا جواب دیا، تو وہ سب ایک ہی بات کہیں گے کہ "لا علم لنا" جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے:

"یوم یجمع اللّٰہ الرسل فیقول ماذا اجبتم قالوا لا علم لنا انک انت علام الغیوب" (مائدہ:۱۰۹)

ترجمہ: "جس دن اللہ تعالیٰ تمام پیغمبروں کو جمع فرمائیں گے پس فرمائیں گے: تم کیا جواب دیئے گئے تھے، وہ کہیں گے ہمیں علم نہیں بے شک تو ہی غیبوں کو جاننے والا ہے۔"

(جاری ہے)

خبروں پر ایک نظر

حلقہ منظور کالونی میں ختم نبوت پروگرام

کراچی.... (مولانا محمد رضوان) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام گزشتہ دنوں حلقہ منظور کالونی میں مختلف مساجد میں ختم نبوت پروگرام منعقد کیے گئے، جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

پہلا پروگرام... جامع مسجد سیدہ عائشہ صدیقہؓ میں رکھا گیا، جہاں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے مبلغ مولانا توصیف احمد نے بیان کرتے ہوئے کہا روز اول سے حق و باطل کا معرکہ چلا آرہا ہے لیکن ہمیشہ حق کو فتح نصیب ہوئی۔ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے بعد مسلمانوں کے دلوں سے جذبۂ جہاد ختم کرنے کے لئے انگریز نے مرزا غلام احمد قادیانی کو کھڑا کیا۔ اس نے گورنمنٹ برطانیہ کی اطاعت کا حکم دیا اور جہاد کو حرام قرار دیا، آج پوری قادیانیت اپنے غیر ملکی آقاؤں کی ایجنٹ بن کر امت مسلمہ کے ایمان پر ڈاکا ڈالنے کی کوشش میں ہے۔ ان کو معلوم ہونا چاہئے کہ اب مسلمان بیدار ہوچکے ہیں اور قادیانیوں کے دھوکا اور فریب میں ہرگز نہیں آئیں گے۔ بیان کے آخر میں مرزائیوں کے گمراہ کن عقائد ونظریات کی تردید میں مفت لٹریچر تقسیم کیا گیا۔

دوسرا پروگرام... جامع مسجد نور (عیدگاہ چوک) میں ہوا، مجلس کے مبلغ مولانا توصیف احمد نے حاضرین سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت وناموس اور عقیدۂ ختم نبوت کا تحفظ تمام مسلمانوں کی ذمہ داری ہے۔ لہٰذا ہم سب آپ ﷺ کے ساتھ وفاداری کا مظاہرہ کرتے ہوئے تحفظ ختم نبوت کا کام کریں۔ آپؐ کے تاج ختم نبوت کی حفاظت ہمارا اولین فریضہ ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں تمام سامعین خصوصاً نوجوان ساتھیوں سے گزارش کروں گا کہ وہ آگے بڑھیں اور منکرین ختم نبوت قادیانیوں کا ہر محاذ پر تعاقب کریں اور محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت وناموس پر آنچ نہ آنے دیں۔

تیسرا پروگرام.... جامع مسجد اقصیٰ (پہاڑی والی) میں منعقد ہوا، جہاں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ مولانا مجاہد مختار نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ دنیا میں سب سے قیمتی چیزیں چار ہیں: (۱) مال، (۲) جان، (۳) آبرو، (۴) ایمان۔ جب جان پر کوئی مصیبت آتی ہے تو انسان مال خرچ کرتا ہے اور جب آبرو خطرہ میں ہو تو انسان جان و مال دونوں قربان کردیتا ہے، جب کہ ایمان ان سب سے قیمتی چیز ہے جس کے لئے ایک مسلمان اپنی جان کی بازی لگادیتا ہے۔ موجودہ دور فتنوں کا دور ہے جس میں ایمان کی حفاظت از حد ضروری ہے۔ قادیانی مختلف حیلوں، بہانوں اور لالچ سے ہمارے نوجوانوں کی ایمان جیسی متاع عزیز چھیننے کی کوشش میں لگے رہتے ہیں۔ ان سے ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے۔

چوتھا پروگرام.... بعد نماز عشاء جامع مسجد خلفائے راشدین نزد ڈیفنس ویو میں علماء وخطباء کرام کا ماہانہ اجلاس ہوا، جس کی صدارت مولانا خان محمد ربانی اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے امیر مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ نے کی۔ اجلاس کے مہمان خصوصی پیر طریقت حافظ عبدالقیوم نعمانی تھے۔ حضرت مولانا نے ”اسلامی تحریکوں میں علماء کرام کی ذمہ داری اور ان کا کردار“ کے موضوع پر تفصیل سے روشنی ڈالی۔ انہوں نے کہا کہ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی ہو یا تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء، ۱۹۷۴ء کی تحریک ہو یا ۱۹۸۴ء، تحریک خلافت، تحریک نظامِ مصطفیٰ، پاسپورٹ میں مذہب کے خانہ کی تحریک اور اب ۲۰۱۰ء کی تحریک ناموس رسالت ان سب میں علماء کرام نے مرکزی کردار ادا کیا اور اللہ تعالیٰ کی رحمت سے کامیابیاں نصیب ہوئیں۔ اگر علمائے کرام اسی طرح امت مسلمہ کی راہنمائی کا فریضہ انجام دیتے رہے تو انشاء اللہ باطل کو ہر میدان میں شکست فاش ہوگی۔

حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ کی جلال پور بھٹیاں تشریف آوری

جلال پور بھٹیاں.... گزشتہ دنوں شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ جلال پور بھٹیاں ضلع حافظ آباد میں تشریف لائے۔ جامع مسجد قاضیاں میں جمعۃ المبارک کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے مولانا مدظلہ نے عقیدۂ ختم نبوت پر سیر حاصل گفتگو کی۔ بعد ازاں مرزا غلام احمد قادیانی کے کفریہ عقائد ونظریات کا پوسٹ مارٹم کیا۔ حضرت مولانا مدظلہ نے جماعت کے مقامی ذمہ داروں قاری عبدالولی، مولانا عابد الرحمن وٹو، ڈاکٹر محمد شاہد، حکیم ارشاد احمد گوندل اور جناب مدثر صاحب کی خدمات اور کوششوں کو سراہا۔ یاد رہے کہ جلال پور بھٹیاں میں ان حضرات کی محنت اور تگ و دو سے ختم نبوت کے حوالہ سے پینا فلیکس اور بینرز آویزاں کئے گئے، قادیانی مصنوعات سے متعلق لٹریچر تقسیم کیا گیا، جس کا ثمرہ ہے کہ اکثر دکانداروں نے قادیانی مصنوعات کا بائیکاٹ کردیا ہے۔

دعائے مغفرت

قصور ضلع الہ آباد.... جامعہ رحمانیہ الہ آباد کے شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی عبدالعزیز صاحب کی اہلیہ انتقال کرگئیں۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اوکاڑہ، قصور کے مبلغ مولانا عبدالرزاق مجاہد نے جنازہ میں شرکت کی، اللہ رب العزت مرحومہ کی مغفرت فرمائے، لواحقین کو صبر جمیل کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین۔

قارئین ختم نبوت سے درخواست ہے کہ مرحومہ کو اپنی خصوصی دعاؤں میں ضرور یاد رکھیں۔

مولانا غلام مصطفیٰ و دیگر علمائے ختم نبوت کے تبلیغی پروگرام

۷ربیع الاول بروز جمعۃ المبارک جامع مسجد ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر میں ایک عظیم الشان جلسہ بعنوان ''سیرۃ رحمۃ للعالمین'' رکھا گیا۔ جس کی صدارت مولانا غلام مصطفیٰ مبلغ ختم نبوت چناب نگر نے کی اور بیان مولانا ممتاز احمد کلیار نے کیا۔ ضلع چنیوٹ کے مسلمانوں نے بھرپور شرکت کی۔ نعتیں، نظمیں اور بیانات ختم نبوت کے مبارک موضوع پر ہوئے۔

۱۲ربیع الاول ۱۴۳۲ھ کو بخاری مسجد چناب نگر میں ایک عظیم الشان ''ولادت باسعادت حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم'' کے عنوان سے جلسہ منعقد ہوا، جس میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت چناب نگر کے مبلغ مولانا غلام مصطفیٰ، قاری محمد یامین گوہر اور دیگر علماء کرام نے شرکت فرمائی اور بیانات کئے، بیانات میں عقیدہ ختم نبوت، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت اور سیرت بیان کرنے کے ساتھ ساتھ قادیانیوں کو دعوت اسلام دی گئی۔

۱۳ربیع الاول بروز جمعرات، مصطفیٰ آباد کالونی، فیصل آباد میں ایک عظیم الشان کانفرنس منعقد ہوئی، جس میں شاہین ختم نبوت مولانا اللہ وسایا مدظلہ، مولانا غلام مصطفیٰ اور مولانا عزیز الرحمن ثانی نے شرکت کی۔ ان راہنماؤں نے مسئلہ ختم نبوت پر پُر اثر بیانات کئے اور فتنہ قادیانیت سے مسلمانوں کو آگاہ کیا۔

۱۴ربیع الاول بروز جمعۃ المبارک جامع مسجد محمدیہ ریلوے اسٹیشن چناب نگر میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی طرف سے حسب سابق ''سیرۃ النبی'' کے موضوع پر عظیم الشان جلسہ منعقد ہوا، جس میں شاہین ختم نبوت مولانا اللہ وسایا، مولانا غلام مصطفیٰ، مولانا عزیز الرحمن ثانی نے بیان کئے۔

خصوصی خطاب حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ کا ہوا، حضرت نے عقیدۂ ختم نبوت پر بیان فرماتے ہوئے قادیانیوں کو دعوت اسلام دی۔ بحمداللہ! مسلمانوں نے بھرپور انداز میں شرکت کی۔ اسٹیشن کے سامنے دور تک مجمع نظر آرہا تھا۔

۱۵ربیع الاول کو جامع مسجد مسلم ختم نبوت واقع احمد نگر میں سیرت النبی کے موضوع پر ایک جلسہ منعقد ہوا جس میں مولانا غلام مصطفیٰ، قاری محمد یامین گوہر، مولانا غلام رسول نے بیانات کئے۔ مولانا غلام مصطفیٰ نے مسجد کی واگزاری کی مفصل روئیداد بیان کی، الحمدللہ! سامعین کی کثیر تعداد نے بڑی دلجمعی سے بیانات سماعت کئے۔ اختتام پروگرام پر ماحضر بھی پیش کیا گیا۔

تعزیتی پروگراموں میں شرکت

☆......بخاری مسجد چناب نگر کے منتظمین میں سے رانا عبدالرزاق صاحب کا پچھلے دنوں انتقال ہوا جس کا تعزیتی پروگرام رکھا گیا، اس میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی نمائندگی کرتے ہوئے مولانا غلام مصطفیٰ اور مولانا غلام رسول دین پوری نے شرکت کی اور بیان کئے۔

☆......حضرت خواجہ خواجگان مولانا خواجہ خان محمد نوراللہ مرقدہ کے متعلقین میں سے سرگودھا میں قاری عبدالرحمن ضیاء صاحب ہیں، ان کی والدہ کا انتقال ہوا، تعزیت کے لئے مجلس کی طرف سے مولانا اللہ وسایا، مولانا غلام مصطفیٰ، مولانا عزیز الرحمن ثانی تشریف لے گئے۔

☆......مدرسہ عربیہ ختم نبوت مسلم کالونی کے پڑوسی اور مجلس کے معاون محمد سرفراز کلس و محمد حیات کلس کے بڑے بھائی جناب ذوالفقار کلس گزشتہ دنوں حادثہ ایکسیڈنٹ میں انتقال کرگئے، تعزیتی پروگرام میں مجلس کی نمائندگی کرتے ہوئے مولانا غلام مصطفیٰ مبلغ ختم نبوت چناب نگر اور مولانا غلام رسول دین پوری نے شرکت کی۔

☆......غلہ منڈی میں ضلع چنیوٹ کے آڑھتی چوہدری محمد اشرف مرحوم گزشتہ دنوں انتقال کرگئے، مرحوم مجلس سے بہت ہی محبت کرتے تھے اور تعاون خاص بھی، مجلس کی نمائندگی کرتے ہوئے مولانا غلام مصطفیٰ اور مولانا غلام رسول دین پوری تعزیت کے لئے تشریف لے گئے۔

☆......چاہ مخدوماں والا چناب نگر کے سربراہ میاں برخوردار کی اہلیہ محترمہ اور بھتیجی ایکسیڈنٹ میں جاں بحق ہوگئے، جن کی نماز جنازہ مولانا غلام مصطفیٰ نے پڑھائی اور تعزیتی پروگرام میں بھی شریک ہوئے۔

عالمی مجلس کے تمام راہنماء اور بزرگان ان مسافران آخرت کے لئے دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان مرحومین کو جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائیں اور لواحقین کو صبر جمیل کی توفیق بخشیں۔ آمین ثم آمین۔

تاریخی ناموس رسالت ریلی پر مبارکباد

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع گوجرانوالہ کے راہنماؤں مولانا محمد اشرف مجددی، مولانا قاری منیر احمد قادری، الحاج حافظ محمد یوسف عثمانی، حافظ محمد ثاقب، پروفیسر حافظ محمد انور، مولانا محمد عارف شامی، سید احمد حسین زید، مولانا عبدالغفور آرائیں، حافظ محمد ارشد کھوکھر، حاجی عبدالرحمن، حافظ احسان الواحد، حافظ محمد معاویہ، پروفیسر محمد اعظم نفیسی اور دیگر نے تحریک ناموس رسالت کی طرف سے مال روڈ لاہور میں تاریخی ریلی اور اسمبلی ہال کے سامنے منعقدہ یادگار جلسہ پر مبارکباد دی ہے اور کہا ہے کہ اس چیز نے ناموس رسالت قانون کے مخالفین کی نیندیں حرام کردی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ کوئی مسلمان اس قانون کی آڑ میں سیاست کرنے کا سوچ بھی نہیں سکتا۔ تمام دینی اور سیاسی جماعتوں کے قائدین نے اس یادگار اور تاریخی ریلی اور جلسہ میں شرکت کرکے دنیائے کفر کی بنیادوں کو ہلا کر رکھ دی ہیں۔ حکومت نے دانش مندی کا مظاہرہ کرتے ہوئے قانون توہین رسالت میں کسی قسم کی تبدیلی کرنے سے دستبرداری کا اعلان کردیا ہے جو خوش آئند ہے۔

میرے ایجنڈے سے اتنی چڑ کیوں؟

انصار عباسی

محترمہ مجھ سے پوچھتی ہیں کہ انصار عباسی! تمہارا ایجنڈا کیا ہے؟ میں نے عرض کیا کہ میرا ایجنڈا تو میرے اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا دین ہے، جس میں ختم نبوت کا منکر کافر ہے اور کسی طور اپنے آپ کو مسلمان کہلوانے کا مستحق نہیں۔ اس پر مجھ پر صلواتیں پڑھی گئیں، لیکن میرے رب نے مجھے صبر دیا، میرے منہ سے کوئی ایسی بات نہ نکلی جو تہذیب کے دائرہ سے باہر ہو۔ مجھ سے سوال پوچھنے والی خاتون تو اپنا اصل رنگ دکھا کر چلی گئی مگر میں سوچتا رہا کہ آخر مجھ پر برسنے والی کا اپنا کیا ایجنڈا ہے؟ یا کہ وہ کسی اور کے ایجنڈے پر کام کر رہی ہے۔ میں انتہائی گناہ گار اور خطا کار سہی مگر میری اپنے دین سے محبت کسی دوسرے کے لئے اس قدر تکلیف دہ کیوں کہ وہ مجھے گالی دینے پر اتر آئے؟ اور اگر ایسا کرنے والا اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہو تو پھر یہ یقیناً سوچنے کی بات ہے، کوئی اگر یہ سمجھے کہ میں اس کو اس کی ''دنیاوی حیثیت'' اور مغرب سے ملنے والے ایوارڈز کی وجہ سے معزز جانوں گا تو مجھ سے ایسی کوئی توقع نہ رکھی جائے۔ میری نظر میں معزز وہ ہے جو اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مقرر کئے ہوئے معیار پر پورا اترتا ہے نہ کہ ہمارے مقرر کئے گئے دنیاوی معیار پر۔ مسلمانوں کو تعلیم دی گئی کہ کسی عربی کو عجمی پر اور کسی عجمی کو عربی پر کوئی فوقیت نہیں، اگر فوقیت ہے تو وہ صرف اور صرف پرہیز گاری پر۔ مگر میرے دین سے بغض رکھنے والے یہ بات کہاں سمجھ سکتے ہیں؟ ان کے لئے تو عزت والا وہ ہے جس کے پاس کوئی عہدہ ہے، جس کے ووٹ زیادہ ہیں، جو پیسہ والا ہے، جس کے پاس بڑی گاڑی ہے، عالیشان گھر ہے اور ملازموں کی فوج، اگر کسی کے لئے مغربی تہذیب فخر کا باعث اور شراب جیسی نجس چیز پسندیدہ مشروب ہے تو میرے لئے میرے دین میں شراب کا حرام ہونا اور بے حیائی کا دوزخ کا سامان ہونا اٹل حقیقت ہے، اگر کوئی دوسرا مغربی طاقتوں کی خوشنودی کے لئے اپنے دین کے خلاف بات کرنا مناسب سمجھتا ہے تو میری نظر میں یہ دنیا کمانے کے لئے جہنم کا سودا ہے۔ ایسے کام میں ڈالر تو ملتے ہیں مگر کاش اس کاروبار میں شامل لوگ قرآن پاک میں اس انجام کو پڑھ لیں، جس کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے منافقوں کے لئے کیا ہوا ہے، کوئی اگر یہ نعرہ لگا سکتا ہے کہ ہماری اور ہندوؤں کی ثقافت ایک ہے مگر میرا ایمان ہے کہ ہم ایک جیسے کبھی نہیں ہو سکتے، کیونکہ ہمارے عقائد اور نظریات مختلف ہیں اور انہی اختلافات کی وجہ سے ہم نے اسلام کے نام پر پاکستان کو حاصل کیا۔ یہاں تو ایسے ننگ ملت، ننگ دین اور ننگ وطن بھی ہیں جو ڈالروں کی خاطر پاکستان کو بدنام کرنے کا کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتے۔ مگر میرا دین تو مسلمانوں کو اپنی سرزمین کے لئے جان تک دینے کی ترغیب دیتا ہے، اگر کسی کے لئے آئین پاکستان کا اسلامی ہونا چڑ کا باعث ہے تو میرے لئے اس بنیادی دستاویز کا ایسا ہونا فخر کی بات ہے، ان کے لئے تو آئین کا آرٹیکل ۶۲ اور ۶۳ ناقابل قبول ہیں مگر میری نظر میں یہ آرٹیکلز پارلیمنٹ کے ممبران، صدر، وزیراعظم، گورنرز، وزرائے اعلیٰ اور وزراء کے لئے ایسی شرائط طے کرتے ہیں کہ اگر ہم ان پر ایمانداری سے عمل کرنا شروع کر دیں تو ہمارے ایوان اقتدار اور پارلیمان میں کرپٹ، بددیانت اور لادین افراد داخل نہیں ہو سکتے بلکہ یہ آئینی دفعات ان اصولوں کی بات کرتی ہیں جن کا تعین اسلام نے کیا۔ کچھ افراد کو تو ذوالفقار علی بھٹو سے اس بنا پر بیر ہے کہ بھٹو نے اس ملک کو ایک اسلامی آئین دیا اور قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیا، مگر میرے لئے تو میری بھٹو سے محبت کی وجہ ہی یہی ہے۔ ایک طبقہ اس کوشش میں ہے کہ آئین پاکستان سے اسلامی دفعات کو نکالا جائے مگر میرے خیال میں ایسا کرنا پاکستان کے خلاف سازش سے کم نہ ہوگا۔ یہاں تو موجودہ پارلیمنٹ کو بھی سننی پڑیں کیونکہ اٹھارویں ترمیم میں آئین کے ایک بھی اسلامی آرٹیکل کو نہ چھیڑا گیا مگر میں تو اسی بنا پر اس پارلیمنٹ کو سلام پیش کرتا ہوں، انہیں تو قانون ناموس رسالت ایک آنکھ نہیں بھاتا اور وہ اس قانون کے خاتمے کے لئے کافی عرصے سے کام کر رہے ہیں۔ ہم قانون ناموس رسالت میں کسی تبدیلی کے خلاف ہیں اور شاتم رسول کے لئے موت کی سزا کو شریعت کے عین مطابق مانتے ہیں۔ شاید بہت سے لوگ بھول چکے ہوں مگر مجھے اچھی طرح معلوم ہے کہ قانون ناموس رسالت کی جدوجہد کا آغاز کب ہوا اور کس کس کی شیطانی اور لغو باتوں کے

بعد محترم محمد اسماعیل قریشی اور محترمہ آپا نثار فاطمہ جیسے عظیم عاشقان رسول نے اس قانون کو بنانے میں اہم کردار ادا کیا۔ ہمیں تو یہ بھی معلوم ہے کہ محترم جسٹس خلیل الرحمن رمدے کچھ لوگوں کو اس لئے بھی کھٹکتے ہیں کہ انہوں نے فیڈرل شریعت کورٹ میں قانون ناموس رسالت کے کیس میں حکومت پنجاب کی طرف سے بحیثیت ایڈووکیٹ جنرل پیش ہوتے ہوئے پٹیشنر کی اس درخواست کی تائید کی تھی کہ شاتم رسول کی سزا صرف اور صرف موت ہے۔ مجھ سے میرا ایجنڈا پوچھنے والے اپنے گریبانوں میں کیوں نہیں جھانکتے؟ ریمنڈ ڈیوس کے معاملہ میں ان پر کیوں خاموشی طاری ہے؟ ایک امریکی قاتل کے ہاتھوں مارے جانے والے تین پاکستانیوں اور ایک مقتول کی بیوہ کی خودکشی پر مغرب کے پیسہ سے چلنے والی این جی اوز اور نام نہاد انسانی حقوق کے چیمپئنز کیوں خاموش ہیں؟ امریکا اور ڈیوس کے خلاف جلوس کیوں نہیں نکالے جارہے، مگر سچ تو یہ ہے کہ ہمیں امریکا اور ڈیوس کے ان وکیلوں کی کوئی ضرورت نہیں، ہمیں ڈالروں کے بدلے دوسروں کے ایجنڈے پر چلنے والوں سے کوئی امید نہیں، کوششیں کی جارہی ہیں کہ حکمت کے نام پر یا کسی بھی بہانے ڈیوس کو امریکا کے حوالے کردیا جائے۔ امریکا کو مشورہ دیا گیا ہے کہ مقتولین کے ورثاء کو خون بہا دے کر ڈیوس کو آزاد کروایا جائے، مگر میں یہاں مقتولین کے خاندانوں کو آفرین پیش کرتا ہوں جو اس بات پر ڈٹے ہوئے ہیں کہ انہیں خون کے بدلے خون چاہئے، مجھے یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ پاکستان کے ایک بہت بڑے صنعت کار نے وفاق اور پنجاب حکومت کے ذمہ داروں کو یہ درخواست کی ہے کہ پیسے کے زور پر اور مقتولین کے ورثا کی مجبوریوں کا فائدہ اٹھا کر ڈیوس کو لے جانے کی ہرگز اجازت نہ دی جائے۔ اس کاروباری شخصیت نے یہ پیشکش بھی کی ہے کہ وہ مقتولین کے ورثا کی مدد کے لئے بڑی سے بڑی رقم دینے کے لئے تیار ہے تاکہ قومی حرمت کو امریکی ڈالروں کے عوض بکنے سے بچایا جاسکے۔ اطلاعات کے مطابق جماعت اسلامی اور تحریک انصاف بھی مقتولین کے خاندانوں سے رابطہ میں ہیں تاکہ ان کو ایسا مشورہ دیا جائے جو ان خاندانوں کے ساتھ ساتھ پاکستان کے فائدہ کے لئے ہو، یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ کچھ بااثر دینی طبقے اس کوشش میں ہیں کہ اگر مقتولین کے ورثا کو قبول ہو تو امریکا کے سامنے یہ آفر رکھی جائے کہ وہ مقتولین کے ورثا کو خون بہا دینے کے ساتھ ساتھ پاکستان کی بیٹی عافیہ صدیقی کو ہمارے حوالے کرے اور اس کے بدلے اپنے امریکی قاتل کو واپس لے جائے۔ قارئین سے گزارش ہے کہ اس معاملہ میں کسی ایسے حل کے لئے اپنے اللہ سے دعا کریں جس میں ہماری عزت اور قومی حرمت کا راستہ نکلتا ہو، اس کے ساتھ ساتھ امید کی جاتی ہے کہ پاکستان کے ذمہ دار ادارے ریمنڈ ڈیوس کے کیس سے سبق سیکھتے ہوئے نائن الیون کے بعد اپنائی گئی پالیسیوں پر نظر ثانی کریں گے اور ان تمام امریکی قاتلوں اور جاسوسوں کو نکال باہر کریں گے جو سفارت کاری یا کوئی دوسرا روپ دھارے ہمارے درمیان گھس چکے ہیں اور ہماری بنیادیں کھوکھلی کرنے میں مصروف ہیں۔

(روزنامہ جنگ کراچی، ۲۱ فروری ۲۰۱۱ء)

ترتیب جدید ایڈیشن

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمۃ اللہ علیہ

کی بے مثال تصنیف

تحفۂ قادیانیت

کامل ۶ جلدیں

عقیدہ ختم نبوت، حیات ونزول عیسیٰ علیہ السلام کا عقیدہ چودہ صدیوں کے مجددین وا کابر امت کی نظر میں، قادیانیوں کے اعتراضات کے جوابات، مرزا طاہر احمد قادیانی کے چیلنج کا جواب، قادیانیوں اور دوسرے کافروں کے درمیان فرق، امام مہدی و مسیح کے بارے میں سوالوں کے جوابات، مرزا غلام احمد قادیانی کے وجوہ کفر وارتداد اور تردید قادیانیت پر مشتمل بیسیوں مضامین ومقالات اور رسائل کا مجموعہ

عام فہم اور اچھوتا انداز تحریر، خوبصورت جلد، جاذب نظر سرورق

عام قیمت: 2250 روپے رعایتی قیمت: 1100 روپے (علاوہ ڈاک خرچ)

ملنے کا پتہ: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، حضوری باغ روڈ ملتان

اسٹاکسٹ: مکتبہ لدھیانوی، ۱۸ر سلام کتب مارکیٹ، بنوری ٹاؤن کراچی

0321-2115502, 0321-2115595,021-34130020

REGD. SS.160

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سے تعاون

شفاعت نبی اکرم ﷺ کا ذریعہ

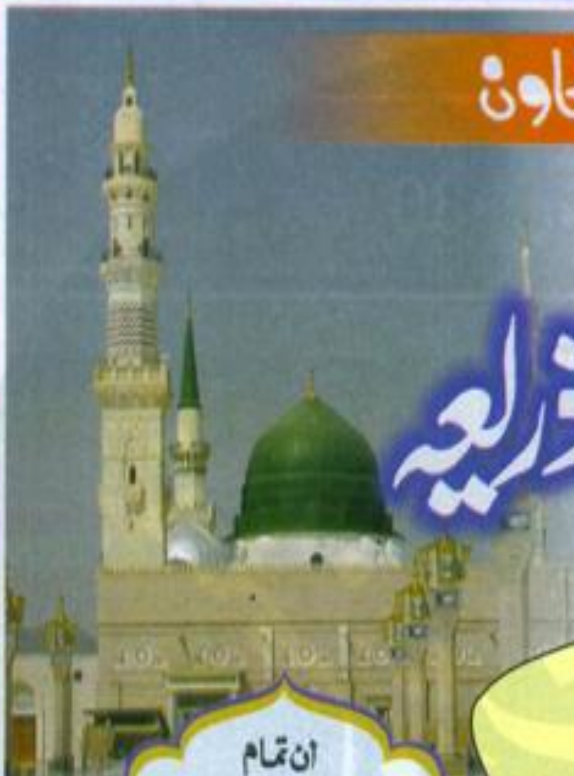

- پوری دنیا میں قادیانیت کا تعاقب
- قادیانیوں کو دعوت اسلام
- سینکڑوں مبلغین کے ذریعہ قادیانی سرگرمیوں کا سد باب
- عدالتوں میں قادیانیت کے متعلق مقدمات کی پیروی
- سینکڑوں مساجد و مدارس کے ذریعہ مبلغین کی تیاری
- دفاتر ختم نبوت، دار التصنیف اور لائبریریوں کا قیام
- قادیانیت سے تائب ہونے والے مسلمانوں کی نگہداشت
- ہفت روزہ ختم نبوت کے ذریعہ قادیانیت کا قلمی پوسٹ مارٹم

ان تمام
صدقاتِ جاریہ میں
شرکت کے لئے زکوٰۃ،
صدقات، فطرہ، عطیات

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

کو دیجیے

نوٹ

مجلس کے مرکزی دفاتر میں رقوم جمع کرا کے مرکزی رسید حاصل کر سکتے ہیں۔ رقوم دیتے وقت مد کی صراحت ضروری ہے تاکہ شرعی طریقے سے مصرف میں لایا جاسکے۔

اپیل کنندگان

حضرت مولانا عبد المجید لدھیانوی صاحب
امیر مرکزیہ

حضرت مولانا ڈاکٹر عبد الرزاق اسکندر صاحب
نائب امیر مرکزیہ

مولانا صاحبزادہ خواجہ عزیز احمد صاحب
نائب امیر مرکزیہ

حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری صاحب
مرکزی ناظم اعلیٰ

ترسیل زر کا پتہ

دفتر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان

فون: 061-4583486, 061-4783486 اکاؤنٹ نمبر: 3464 یو بی ایل حرم گیٹ برانچ، ملتان

جامع مسجد باب الرحمت، پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی

فون: 021-32780337 فیکس: 021-32780340 اکاؤنٹ نمبر: 8-363 اور 2-927 الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ